

تبرکات

نیکوگرانی خوار و غنی میسر می آید

مکتبہ
کتابخانہ

مشتی خرابه است و در دست راستی پیرین گویا

[illegible]

مایوسی گناہ

﴿﴾

بینائی ہذا کی ایک بہترین نعمت ہے جس نے اس کی حفاظت نہیں کی، ایسی زندگی ایک بدترین عذاب بن جاتی ہے۔ آنکھ کا علاج ہزاروں روپے صرف کرنے کے بعد بھی ناممکن ثابت ہوتا ہے لیکن ایسے مایوس علاج مرلینوں کو ہمارے مطب کے علاج نے دنیا پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ”مایوسی گناہ ہے“ اس وقت ہمارے مطب سے روزانہ ایسے مرلین جو بالکل مایوس ہو چکے تھے، اللہ جل شانہ نے ہمارے ہاتھوں سے شفا کی عطا فرمایا جو صدمہ قدیم سے ہمارے مطب نے لاکھوں بدگمان خدا کا میا بی کے ساتھ علاج کیا ہے۔ یہ فن ہمارا آبائی ورثہ ہے، جو ہمارے خاندان میں سینہ بسینہ چلا آتا ہے۔ آنکھوں کے جملہ امراض مثلاً موتیا بند پر وال ٹکڑے، اور پھولے وغیرہ کا ہم نے تسلی بخش علاج کیا ہے۔ اور نفیر ابکیشن کے بواسطہ علاج بھی ہمارے یہاں شرطیہ کیا جاتا ہے۔ آتشک سوداگ، لٹھیا، نامردی، مرگی، بھگنڈر کے ہزاروں مرلین شفا پا چکے ہیں۔ ہم کہنا نہیں چاہتے کہ ہماری شہرت دور دور ہے، بلکہ ہماری شہرت کی تصدیق کے لئے آپ ان امراض سے مایوس ہو گئے ہوں تو ہماری سچائی کا امتحان کیجئے۔

نقط

ماہر چشم حکیم خوشی محمد

نمبر ۱۲۸ فریڈرا سٹریٹ لاہور

یہ بال جی

لو آپ اپنے پوشاک و لباس میں دوکت اور تون اور آپ کے
کی طاقت ضرور توں کے لئے کپڑا اور سرور کا نون کی ضرورت
یہ نون ہیز آپ کے ہار کی دوکان میں خریدیں
توہیت اور کسارت آپ کو ایک کثیر نام کی بیت ہوگی اور
جو تہیہ کہ ہم صحت زیادہ مال مگر اتنے ہیں اس لئے ہمارے
ساتھ رعایت و حفاظت کی گئی جو میں کافی مدد آپ کی بھی بخیر ہے
آپ ہماری دوکان سے ان دنوں قیمت یہاں خرید سکتے ہیں
اگر آپ کو ہار و صاف و شادی کا تھوڑا سا منگوانا ہے تو یہ
ہماری زیادہ ہار کی دوکان میں خرید لیں اور یہاں سے تھوڑا سا
ہون میں بھی اور وقت ضرورت آؤ تو یہاں سے لے کر
آپ کا

تلقین عمل

(غفر ارجنابہ صبیحہ شاہی خیر آبادی محلہ ریل واگن کون نمبر ۱۲ حضرت امیر علیؑ صمد صحتہا برکتہ)

طالبِ حقیقت ناز کی باتیں نہ کر
بے بسی اپنوں کی دیکھ اغیار کی باتیں نہ کر
تیرے دل میں گرجتیم غلامی کی ہوس
گر نہیں اظہار حق میں پیر دے منظور تو
حرمی گویا تیری سے جو بھولایا ہر دھام فریب
ہر تری تاریخ دولت اہل بہت کو سبق
اپنے سینے کو بنا تیر شد کی سپر
کاہلی و کسل جہن و ہر ذلی کر دور رہ
بڑو دبار و نرم فو بنکر ہی کام اپنا نکال
سامنے ہندوستان کے ذکر شام بھر چھوڑ
دیکھ تو مومن کی ترقی علم دفن کی اہیں
اسے ہم علم عمل دریغ آزادی بہا

سازد استغنا شاہ نرودار کی باتیں نہ کر
جو ہوا اغیار کا اس یار کی باتیں نہ کر
نام آزادی نہ لے آسمان کی باتیں نہ کر
بھول کر ہرگز بھی گرو دار کی باتیں نہ کر
اے ریاکار اس بیت مکار کی باتیں نہ کر
بے سرو پا ثروت اغیار کی باتیں نہ کر
اب تبر کی، تیر کی، تلوار کی باتیں نہ کر
ان کو بالکل بھول جا، ان چار کی باتیں نہ کر
سب کہیں شیریں سخن تکرار کی باتیں نہ کر
سامنے بیاد کے بیار کی باتیں نہ کر
سیکھنے میں کوئی پیشہ عمار کی باتیں نہ کر
ابر استبداد محبت بار کی باتیں نہ کر

خون سے اپنے بیاہاں کو سنا دے لالہ زار
ہاشمی رنگ گل و گلزار کی باتیں نہ کر

پانچویں دفعہ انعام اسی اہل ہیرا اہل مغرب پانچویں دفعہ انعام

اسی اہل ہیرا اہل مغرب و ملخ ادویہ اہل ہیرا اہل بوٹیوں سے کیا وی طریقہ پر
 آج تقریباً بیس سال سے ہمارے کارخانہ میں تیار ہوتا ہے، اس تیل کے
 روزانہ استعمال سے دماغ کو تقویت، دل کو فرحت، بصارت میں تیزی پیدا
 ہوتی ہے۔ جھقان، درد سر، پاس نہیں آتا۔ بالوں کو سیاہ اور چمکدار بناتا ہے۔
 بیاضی سے بھرے ہوئے بالوں کو واپس لاکر مضبوط کرتا ہے۔

دماغی کام کرنے والے اہل و کھلا و طلبہ کے لئے نعمت ثابت ہو چکا ہے۔ ڈاکٹروں
 مہینوں، وکیلوں، طالب علموں کے ہمارے یہاں ہزاروں ایسے خطوط موجود ہیں، جس
 میں اہل ہیرا اہل مغرب ترین تیل بتایا گیا ہے۔ لیکن ہم اس کو درج کر کے اشتہاری مافوق
 میں چار چاند لگا کر ناگناہ عظیم سمجھتے ہیں۔ مگر ہم اپنے بیان کی تصدیق میں یہ دستاویز بانڈ،
 لکھتے ہیں کہ جو کوئی صاحب ہمارے اہل ہیرا اہل و جربٹ، کو دیسی جڑی بوٹیوں کے علاوہ
 ولایتی سینٹ یا ڈاکٹر سے ملا ہوا ثابت کر دیں گے، تو ہمارا کارخانہ ان کو

پانچویں دفعہ انعام دیگا

فرض اس کے علاوہ حق گلاب کی بوڑھ، و دیگر ہر قسم کی دیسی و ولایتی عقیقات و دروغیات
 نہایت کم قیمت پر ہر وقت دستیاب ہو سکتے ہیں۔ یہ باریوں کے لئے خاص رعایت ہوگی

مینجر روز پر قیومی مشیری و ڈبیر انگوٹ

ارشادات مقدور

(جناب مولوی عبدالرشید صاحب مقدور دست پوری)

حق کی آئی کو سینہ باطل کے پار کر	میکیر کہہ کے کفر کے لشکر پر دلا کر
عقل و خرد کا پھینک دے جامہ آمار کر	راہنی رخصتے حق پہ ہوبے چون دبیرا
جس میں رضائے حق ہو وہی بار بار کر	نظمی ہو حق کی جس میں نہ وہ آج کر نہ کل
جو سیدھی راہ ہو وہی تو سخت یاد کر	پیر پیچ راستے سے ہمیشہ کر اجتناب
اس کفر کے دے کو بھیا بھونک مار کر	کر آفتاب ملت میضائے کسب نور
جام دلا بلا کے انھیں ہوشیار کر	کچے کھڑے کی جن پہ ہے اب تک پڑھی ہوئی
لغایلوں کو چھوڑ عمل اختیار کر	مقدور خالی بات سے چلتا نہیں کام

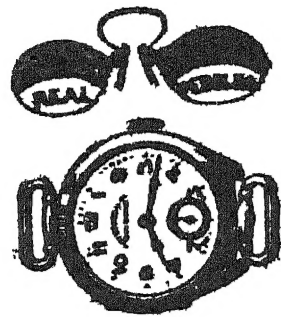
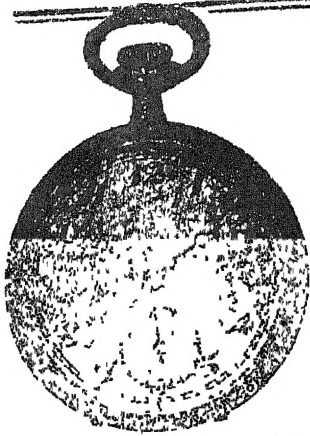
کلام نظیر

(جناب محمد زید صاحب نظیر نہیں آبادی تلمیذ حضرت ہاشمی علی آبادی)

ارغیٰ دل سر آج نالہ تاسا جانیکو ہے	شکوہ کرنے عاشقِ مظلوم کا جانے کو ہو
کفر و باطل کی گٹھا دنیا پہ چھپ جانیکو ہے	پھر اٹھا لاسب میں کر دے نوئے توحید کے
تو سراپ دہر سے پیش خدا جانیکو ہے	غور کرتا زہ فریب تہیٰ مو ہو م پر
کفر سمجھا ہے کہ توحید خدا جانیکو ہے	عظمتِ رفته کو حاصل کر دے کھاسم کی شان
جاچکے اک دین ہے تو وہ بھی کیا جانیکو ہو	دولت و عزت حکومت اتحاد و اتفاق
دیکھ جو کچھ ہے یہاں وہ بھلا جانیکو ہے	موتا ہے کیوں فریب دہر پر اونا سمجھ
پیر دعا میں مسلم تیغ آزما جانیکو ہے	سمجھیں یہ کھاتیرے نرہ سمجیر سے

جذبہ احرار سے ثابت یہ ہوتا ہے نظیر

حق برائے کفر پھر سب کو قضا جانے کو ہے



وقت کی قدر کرنے والے

دنیل کے

کامیاب ترین انسان ہیں

اگر آپ وقت کے قدر والے ہیں تو قسمی تم کا "نامی پاکٹ واپچ جو دنیا کی مقبول ترین نئی ایجاد ہے۔ اس واپچ کی مختصر خوبی یہ ہے کہ وقت کی پچائی، پرزوں کی پکی، نشین لیور پینڈرہ چتر بڑے ہوسے پانچال کی گاڑی کے باوجود قیمت صرف نو روپے اٹھ آٹے دلیر، پر ہاری یہاں دستیاب ہوتی ہے۔ ہم اس کی زیادہ تر قیمت فضول سمجھتے ہیں۔ آج چار سال کی ہاری دوکان دیانت داری اور مال کی سودگی میں مشہور ہے، آپ بھی ایک تجربہ شریف لاکر ہاری پچائی کا امتحان لیجیے۔

ہمارے یہاں

ہر قسم سہری روپلی پاکٹ واپچ، دیوار و میز کی قابل اطمینان گھڑیاں، ارزاں سوا ارزاں قیمت پر دستیاب ہوتی ہیں۔ ہر قسم ادھر سواؤس کے چشمے، اچھوٹوں کی کینیاں بہت کم قیمت پر ملتی ہیں۔ اگر امو فون اور گرافون کا جلد سارا یعنی ساؤنڈ بکس غیر مستے داموں فروخت ہوتے ہیں، لوہے کی عورت پائیدار تجو ریاں بھی فروخت ہوتی ہیں۔

المشت محمد اسماعیل راجہ اینڈ کلاک مرچنٹ نمبر ۵۴ ڈیوڑی اسٹریٹ، محکم

خطابِ مسلم

(محمد رحمت خاں صاحبِ رحمت گوٹہ دی اصراری تلمیذ حضرت امامی مسلمان آبادی)

مے توحید سے عالم کو پھر سرشار کرتا جا
عصائے حق سے ابتداء بر بھی وار کرتا جا
دکھا تازہ ذرا جس محل اصحابِ حضرت کا
پہنچتا ہے جو تجھ کو علمِ قرب الہی میں
فراز حق پہ جا کر پست کر دے اہل غفلت کو
بجھا دے آتشِ اتحاد آپ تیغِ حکمت کی
دکھا پھر خنجرِ تبلیغ کے جو ہر زمانے کو
بیابانِ جہاں کو پھر جہنم کی سرفروشی سے
بڑھا کر ذکرِ حق سے دامنائے دل کی تابانی
خدا نے عقل دی ہے تجھ کو تو کچھ کام اس سے
چکھتے لذتِ حق کوئی منصور پھر سب کو

پلا جامِ رسالت واقعہ اسرار کرتا جا
یہ باز ظلم کا بھی توڑ کر بیکار کرتا جا
مسلمان کو ذرا پھر نایل کر دے اکر کرتا جا
جہانِ کفر و باطل کو ذلیلِ خوار کرتا جا
نشیبِ کفر کو توحید سے ہموار کرتا جا
زمانے کی مکون و دامن سے دوچار کرتا جا
اڑا سر کفر کا تثلیث پہ اک دار کرتا جا
پہر اپنے خون سے اس کو گل گزار کرتا جا
ان انگاروں کے اہل کفر کو فی السار کرتا جا
اگر دانا ہے تو کچھ قوم میں ایشا کرتا جا
ہر اک بیدار کو آگاہ مرگ دار کرتا جا

نظر آئے آدائے حریص کی دلیری پی
تو اس مسلم کو رحمت خاں احرار کرتا جا



آزمایش ضرری ہو

فیروز اکبر کرمی

ایم ہمارے میں خرابی کا ہونا ایک چھپی ہوئی بیماری ہے۔ جو بالکل مستورات میں ہو جو ان کی تندرستی کو مسلسل بدمعاش بنچاتی رہتی ہو جس سے ان کی قوت آہستہ آہستہ بالکل خراب کہے جانی میں بڑھاپے کی سی حالت پیدا کر دیتی ہے۔ اس کے علاج سے ہرگز غفلت نہ کرنی چاہئے۔ فہرذ عورتوں کی مخصوص بیماریوں کے لئے اور ایسا مہواری کی کمی و زیادتی کو دور کر کے اس کے فعل کو بالکل باقاعدہ کر دیتی ہے آخری علاج کے طور پر آج ہی ایک بوتل خرید کر آزمائش کیجئے۔

قیمت شش روپیہ پیمائش

المش

دی ایشین فارمی - بمبئی - ۲۱

مغل سٹریٹ

بمبئی

سکرٹری مجلس احرار رنگون نمبر ۱۸۶-ایڈورڈ اسٹریٹ رنگون

قواعد اشتقاق

- ۱۔ نیش بیچ صفحہ دو اور تین پندرہ روپیہ نصف صفحہ آٹھ روپیہ
۲۔ " " چار " میں روپیہ بارہ روپیہ
۳۔ باقی صفحوں کے لئے فی صفحہ دس روپیہ چھ روپیہ
۴۔ جو صاحب اشتہار دینا چاہیں نصف رقم پیشگی ادا کر لی ہو گی بقیہ رقم کتاب وصول ہونے پر دی جی ہو گی۔
۵۔ اشتہار کا مضمون نہایت صحت خط میں تحریر کریں ورنہ غلط شائع ہونے کی ذمہ داری آپ ہی پر عائد ہو گی۔ فقط



تربکد دین

تار کا پتہ "میڈی سٹریٹ دہلی" ۵۵۱۶

شریت صدر یہ شربت نزول و زکام اور اس سے پیدا ہونے والی تمام بیماریوں کیلئے لاجواب دوا ہے۔
 حلق اور سینے کی بیماریوں کے لئے جس قدر دوا میں یورپ سے آتی ہیں، وہ ب شربت صدر کے
 سامنے سچ ہیں۔ شربت صدر بگڑے ہوئے نزول و زکام کو درست کرتا، اور اس کے بار بار کے حملوں کو روک
 دیتا۔ ہوائی نالیوں میں جبرے ہونے، ٹنم کو نکال پھینکا جو کھانسی، دوسرا، ٹونیا، خشک، خشک اور کھانسی
 کیلئے بید مفید ہے۔ حلق اور پیٹھ میں خون کے آئے کو روکتا ہے۔

ترکیب استعمال: اس شربت کی ایک ایک پیو راک صبح و شام دس گولہ گائے دودھ اور دلی لہو کا دوا بنائیں
 ملا کر پیئیں۔ قیمت: فی شیشی ۱۲ روپے راک ۱۲ روپے مکمل فائدہ کیلئے کم از کم پانچ شیشیاں استعمال کرنی چاہئیں،
 مصطفیٰ: دس روغن کے اکثر امراض کی بہترین مجرب دوا ہے۔ صفائی خون کے لئے اس کو بہتر دوا
 آج کل ایٹیا پیش کر سکا ہے۔ تیلو پ، یہ بندوستانی جڑی بوٹیوں کا خلاصہ ہے۔ کھجلی، دلدہ، ہشتم کے
 پھولے پھیناں، حتیٰ کہ سوزاک، آتشک، اور جذام بھی اس کے استعمال سے نابود ہو جاتے ہیں۔

ترکیب استعمال: اس کی ایک ایک پیو راک صبح و دوپہر، اور شام کو تھوڑے پانی میں ملا کر پیئیں۔
 قیمت: فی شیشی ۱۲ روپے راک ۱۲ روپے مکمل فائدہ کے لئے کم از کم پانچ شیشیاں استعمال کرنی چاہئیں،

اکسیرنوال عورتوں کی مرض سیلان الرحم (لیکوریہ) کے لئے اکسیرنوال اس کے علاوہ جملہ
 امراض رحم مثلاً صنف رحم، ورم رحم، ایام حیض کی تمام خرابیوں (مثلاً بقاعدہ

آنا، غیر معمولی تکلیف سے آنا وغیرہ) دور کر دینے کے بار بار اس قطرہ جلد سے روزہ بہ روزہ (دو گونہ) لے کر لیں۔

ہو جائے لکڑی تیت مفید اور کامیاب دوا ثابت ہو چکی ہے۔ ترکیب استعمال: چار گولہ کے چھوٹے پتے (پیر ۳)

۱۳ صبح و شام پانچ دودھ میں ملا کر پیئیں نیت فی شیشی جس میں ۱۰ گولہ دوا ہوتی ہے ۱۰ گولہ پتے

لے کا پتہ: مینجر ہسپتال دوستانی دوا خانہ دہلی۔ (پوسٹ بک نمبر ۱۲)

عید

(مسح بیاخذہ العکامون حکیم اسحاق قناتیش غفرلہ امورہوی صلی اللہ علیہ وسلم بکون)

عید الفطر کی رات کے فضائل۔ اس رات فرشتوں میں خوشی سے مل رہی ہیں جی رہتی رہتی کہ بھلی
ابھی کہتی ہے کہ بتاؤ جب مزدور اپنا کام پورا کر کے تو مسکا کر کیلے وہ عرض کرتے ہیں کہ پوری پوری مزدور
ارشاد باری ہوتا ہے کہ اسے فرشتوں! گواہ رہو کہ میں نے محمد رسول اللہ (ص) کی امت کے روزے طے کرنا
کو بخش دیا۔ اور ان کے لئے مہنت کو واجب کر دیا۔ (صہبائی)

اس لئے اس رات کا نام فرشتوں میں ایسا اچھا رہا ہے جیسے نجات اور انعام کی رات (نبی صہبی)
عید کے دن کی فضیلت۔ رسول اللہ (ص) نے فرمایا کہ اس دن فرشتے تمام
رسولوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور پکار کر کہتے ہیں کہ اے مسلمانو! اپنے رب کی طرف چلو جو بہت
بخشیش والا اور ارسان کرنے والا ہے۔ تم کو صیام و قیام کا حکم دیا تھا تم نے پورا کیا۔ اب اپنا انعام لینے
آؤ۔ پھر نماز کے بعد فرشتے کہتے ہیں کہ مسلمانو خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا۔ اب تم خوش خوش
معمانی اور نیک بختی کے ساتھ گھروں کو جاؤ۔ (طبرانی - مجمع الزوائد)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسے فرشتوں! گواہ رہو۔ ان کے روزوں اور نمازوں سے میں خوش ہو گیا اور
ان کے لئے اپنی رضا اور عطا کر عام کر دیا۔ میرے بندو! مجھے مانگو، اپنے عزت و جلال کی قسم جو کچھ دنیا
آخرت کا بھلائی مانگو گے دوں گا۔ جس تک میرا خون کو تے نہ ہو گے۔ بہت سی خطاؤں کا درگزر کرتا ہوں گا۔
مجھے میرے عزت و جلال کی قسم تمہیں دے دیا کروں گا۔ نہ فضیلت کروں گا۔ جاؤ میں نے تم سب کو بخش دیا
تم نے مجھے خوش کرتا چاہا تھا۔ میں خوش ہو گیا۔ اے میرے غلامو! اور کہنیزو! میں نے تمہارے

تحفہ عید

گزارش واقعی

مجلس اصرار رنگون نے مسلمانوں کی بے خبری اور تنہا کاری کا صحیح اندازہ لگا کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ وقتاً فوقتاً مسلمانانِ برہما کے مذہبی عمل کو اسلامی تعلیم کی ترقی کے لیے بیدار کر کے لہذا اس فیصلہ کے ماتحت یہ پہلا سال تحفہ عید کی صورت میں قارئینِ کرام کے غور ہے۔

انٹرنس کر مجلس اصرار نے ایسے وقت میں اس رسالے کے اجرا کا تہیہ کیا کہ زیادہ مضامین درج کرنا ناموزن وقت پر نکالنا مشکل تھا۔ اس لیے بہت سے مضامین محض اس لیے نظر انداز کر دیے گئے کہ ان میں اصلاحی جذبہ موجود تھا۔ قریب قریب نظمیں رکھی وہی درج کی گئی ہیں جو سوز و حسرتیں۔

ارشادِ ارحمان تحفہ قربانی کے نام سے ڈیڑھ سو صفحے کا جو سالِ تقریبی کے موقع پر شائع ہو گا۔ اس میں ہندوستان کے علیل القدر ادیب و جدیدہ اہل قلم حضرات کے محرک و الاراء سبق آموز مضامین عبرت انگیز نظمیں ہوں گی۔

ہم اس موقع پر ان حضرات کا شکریہ ضروری سمجھتے ہیں جنہوں نے تحفہ عید کے لئے مضامین نظمیں اہدا شہادت عطا فرمائے۔ فقط

شیدا اصراری

فلسفہ عید

(خطیب العلماء حضرت علامہ مولانا حکیم عبد الرشید صاحب راشد - مکی خطیب جامع مسجد - رنگون)

محمدؐ بھصلی علیہ السلام اللہ اکبریم - خدا کی شان ہے کہ جس نبل میں قرآن نازل ہوا تقریباً اسکا ہر لفظ لغت و اصطلاح دونوں اعتبار سے حقائق و معانی کا بحر نایب و گہرا ہے۔ ظاہر ہے کہ عرب ایک آن بڑھ قوم بھی جاتی تھی۔ اس فلسفہ اور حکمت کا تعلیم گاہ کا ہونا بعید از قیاس امر ہے۔ فلسفہ کی پرورش تو ہیکل علمی و دہوں میں سب سے آخری دور سے متعلق ہے۔ تمام تعلیم گاہوں میں بھی اس کا بکرا نہیں ملتا ہے اور باعتبار سن و سال کے آثار کو بھی اپنے عمر کے آخری حصہ ہی میں اس کی طرف توجہ نہ کرتی ہے۔ اس نے عربی زبان کا اعتقاد و سچ اور معانی سے لبریز نہ ہونا مفاد حیرت انگیز امر ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ عربیوں تک ان خطاط کا شکار رہ چکا تھا۔ باوجود ان تمام باتوں کے اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ عربوں کی قدیم تاریخ ان کے تمدن اور عروج کا پتہ دیتی ہے۔ خود قرآن بھی اس پر گواہ ہے۔ سب جانتے ہیں کہ قرآن میں لوازمات تمدن کا ذکر ہے۔ اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ عرب اس سے نا آشنا نہ تھے ورنہ انہیں ان الفاظ کے صحیح معانی کا ہرگز لطف نہ آتا۔ پھر ان کی زبان کی دست بھائی کے تمدن پر شاہد ہے۔ عربی زبان کے الفاظ ہی نہیں بلکہ حروف بھی بہت سے معانی اور حقائق پر مشتمل ہیں اور پھر ہر حرف کے معانی میں جو مختلف ترکیبوں کا وجود بھی قائم رہتا ہے۔ ناموں اور فعلوں میں بھی اس کا رابطہ اور مناسبت پائی جاتی ہے انہیں الفاظ میں فلسفہ عید بھی ہے۔ جس میں لوٹنے کے معنی پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ لوگ اقسو میں عید منایا کرتے ہیں ان حروف کو جس طرح بھی آپ الٹیں تقریباً انہیں آنے جانے پکارنے بلانے لوٹنے کے یہی کسی بات کے دوبارہ کرنے کے وعدہ کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ گویا ان حروف کو ترکیب دیتے وقت اس فلسفہ کو ملحوظ رکھا گیا ہو کہ ان کے معانی میں بود اور اخلاص نہ پایا جاتا بلکہ قرب اور اتصال و اتحاد کا مفہوم ہی آتا ہو۔

یہ ہے اس قوم کی فلسفانہ نظر غائر جسے غیر متون اور غیر مذہب سمجھے ہوئے ہی متراکن ہیں یہ حضرت علیؑ نے

سب گناہ سما کر دیتے آٹھ خوشی سے مہرباری برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیا۔ (ابن عباس و ابن عمر)
 کہتے بد بخت ہیں لوگ اللہ کے دربار کی طرف قدم نہیں اٹھاتے اور اس انعام و اکرام کے دن فضل الہی کے
 دولت سے دامن بھرنے کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ وائے محرومی و نصیبی ہم میں ایسے بھی ہیں کہ اس مبارک
 دن کی گندگی سے خود کو لستہ کرتے ہیں اور سیناؤں کے سنڈاس میں جا کر جہاں بے حیائی اور فحش کی فحاشت
 کے ڈھیر ہیں۔ ان ڈھیروں میں دھنس کر رہ جاتے ہیں۔

آداب روز عید :- صدقہ الفطر ادا کر دینے کے بعد نماز عید کے لئے گھر سے نکلنا اور
 عیدین میں غسل کرے۔ بعد استطاعت اچھے لباس پہنے (ریشم اور سونا پہننا حرام ہے) عید نماز کے
 دن کچھ کھا کر گھر سے نکلے۔ طاق کھجوریں کھانا سنت ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سات کھجوریں کھایا کرتے تھے۔ (طبرانی) عید گاہ کو پیدل جا۔ کوئی غدر ہو تو سواری میں (ترمذی)

فلسفہ عید :- عید مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنے اور ہر قوم و جماعت و کیفیت و حالت
 کے مسلمانوں کو ایک میدان میں جمع کر کے ان کی باہمی رشتہ افروختگی کو مستحکم و
 مضبوط کرنے کا ذریعہ ہے نیز ان کا اجتماعی جاہ و شہمت کے ظاہر کرنے کا سبب ہے۔ اسی طرح کثیر کا ایک
 امام کی اقتدا کرنا ان کو باہمی تعلیم کا کتنا بڑا عملی سبق اور جماعتی شان سے رہنے اور ایک جاتی و
 یک جہتی دہم آہنگی کا کیسا عظیم الشان درس دیتا ہے۔

فطرہ کا حکم منجھواری و ہمدردی اور دوسرے بکریوں و نادرول کی خبر گیری سکھاتا ہے کہ لوگ خوشی کے
 موقعوں پر اس گروہ کو نہ بھول جایا کریں۔ خدا کے ان مسکین ہندوں کو یاد رکھا کریں۔ ویٹوئرن
 علیٰ النفس و الجوارح کا مجموعہ خاصہ کی قرآنی تعلیم کو جو اشارے متعلق ہر اپنے عمل افضل کی
 زبان سے ادا کرتے ہوئے دیکھے جائیں۔ فقط

مگر اہم جو خیر کو پیسہ کہہ دے
 دشمن ہیں خوش کرتے ہیں تعریفوں سے
 ظالم ہو جو عیسیٰ کو سنگسار کہہ دے
 ہے دوست وہی عیب جو منہ پر کہہ دے

یہ کام کر جاتے ہیں جو بعض مرتبہ غور و فکر یا فلسفہ کے ذریعہ سے احکام نہیں پاتے۔ قوم کی اجتماعی
دلگی غوام کے جذبات کے اتحاد ہی سے پرورش پاتی ہے۔ قوموں میں انقلابات کا باعث یہی جذبات
اتحاد ہی ہے اس نے یہ ایک حقیقت ہے کہ غم اور مسرت کے جذبات کا ہمیشہ براہِ گنجشہ رہنا اسی صورت
ممكن ہے کہ کسی مسخ یا واقعہ کی یادیں جس سے لوگوں کو فاصلہ لگاؤ ہو تو قیام و قیامت جن میں منایا جا تا رہے
۔ یہ اس لئے کہ اس قسم کے واقعات کو جماعتوں اور قوموں اور فرقوں نے اپنا امتیازی نشان قرار دے لیا
ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی جماعتی، قومی اور فرقہ وارانہ زندگی کا بقا ان جتنوں اور ہتھیاروں سے ہی وابستہ
کیا ہے۔ جو غوام کو ان کے مفصل اصول و دلائل سے رہتے ہیں۔ تباہی و تباہی کا گرفتار تبت ہو چکے ہیں۔ غید
بنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قوم بھی اس قسم کے مظاہرات منانے سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ ان
مظاہرات کی نوعیت مختلف ہے مگر نفسیاتی اصول متحد ہے۔

اسلام کا مقصد چونکہ ان تمام قومی اور جماعتی امتیازات سے بلند تر ہے اس لئے اس نے
جسے جن جن مقرر فرمائے جس کے ذریعہ سے تمام قومیں ایک مرکز سے وابستہ ہو سکتی ہیں۔ جس طرح بردارنے
سج کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ سب سے آفتاب کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ اسی طرح بندوں کو ان کے پیدا کرنے
نے کی عبادت کے لئے ایک مقصد کی طرف توجہ دیکر کہ دین حنیف کی پیروی کا حکم دیا اور جہنم اور
جہنم میں اس روحانی مقصد کے حصول اور نفس کو بلند مرتبہ پر پہنچانے کے اصولوں کو اس طرح عملی صورت
ماحولہ کر لیا جس کی مثال پیش کرنے سے مذاہب عالم قاصر ہیں۔ اور رہینگے۔

ہر شخص کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ چند خوشی کے دنوں کا تلاشی ہو جن میں اس کا غم
سیدہ دل یا تھکاؤ اور دل و دماغ خوشی کے شہوت انگھاس کی لذت سے عارضی طور پر تازگی حاصل کر سکے
۔ یہ بھی انسان کا فطری جذبہ ہے کہ غم اور مسرت میں جب بہت سے لوگ اس کے ساتھ شریک حال ہوں تو
ما کے غم اور مسرت کی نوعیت بدل جاتی ہے۔ ہر ہر ذہ اس کا ہم نوا اور ہم آواز ہو جائے اور سب پر
سماں طر پر ایک ہی کیفیت طاری ہو جی تو آنکھوں کا فانی مولیٰ دماغ سب کا ہی اس کیفیت میں
مت و مرد تازہ ہو جانا ضروری ہے۔ اس بنا پر اسلام نے عید یا جشن کو صرف عارضی بلکہ ضروری

میں ایک طرف شکر گزار ہی ہے دوسری طرف امتحان میں کامیاب ہونے کی خوشی بھی ہے اور مزید برآں اپنے دے لئے عمل میں سرگرمی کا وعدہ بھی ہے۔ مایوسی اور ناامیدی کو اُمید سے بدلتے کا سامان ہے۔ تو ایک طرف ندامت کے بدفرمانہ زاری ہے تو دوسری طرف مغفرت اور عفو ہے۔

اس عید کے چند ماہ بعد ایک دوسری عید ہے جس میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی قربانی کی یاد تازہ کر کے اس عہد کو اُمتِ مسلمہ سے تازہ کرایا جاتا ہے۔ اور یہ سکھایا جاتا ہے کہ اگر کامرانی مقصود ہے تو سرگمنان سے بھی نہ چراؤ۔ فرماتے ہیں کہ خدا کے یہاں گزشت اور پرست نہیں پہنچتا وہاں توبہ کی حالت تقویٰ اور صداقت دیکھی جاتی ہے۔ بس یہ دونوں عیدیں جس شان سے منائی جاتیں۔ جب تک انکی حقیقت مسلم کے پیش نظر نہ ہو وہ کبھی کامرانی اور عزت سے ہٹکنا نہیں ہو سکتا۔ جو قوم دنیا میں فیضِ خواربو غلام ہو اس کی عید کیا۔ عید کے لئے کامرانی و آزادی اور عزت ضرور چاہیے اس میں عرب امیر سب یکساں ہیں۔ خداوند دل کرے کہ ہم سچی عید منانے کے قابل ہوں۔ فقط

رُبا عیات

(جنابِ محبِ حیدر آبادی)

ہر مہرئی قوم کا جسکو چپکا ہو، اُسکو تو یہ ذلت ہی ہر عزت بخدا
کیوں شکوہ قوم نہ زباں پر لائیں، آتا ہی ہیں گالیاں کھانے میں مزا

ہر اوج کسی قوم کو جب ہوتی، ٹھکر کا ہوا باد جو اُڑے بستی
کیوں منفعت قوم ہو جان عزیز، کیا چیز ہیں ہم اور ہمارا ہیستی

قرار دیا اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اسلام دین فطرت ہے۔ وہ دنیوی خواہشات کو فٹا نہیں کرتا بلکہ انہیں حد اعتدال پر لاتا ہے۔

اس نے تمام ان مفسد کا سد باب ضروری سمجھا جنہوں نے جنسوں کو صرف میلہ اور کھیل ہی نہیں بلکہ مناشا اور قوم کی تباہی کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔ مگر خوشی منانے سے نہیں روکا البتہ خوشی کے اسباب میں تبدیلی کر دی اور اس کا اسلوب بھی بدل دیا۔ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ عید کے معنی لوٹنے کے ہیں اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ سب بندوں کو اپنے خالق کے سامنے لوٹکر جانا ہے۔ اس لئے اس کا یاد رکھنا اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرنا اس کی حمد کرنا اور ان تمام باتوں کو اجتماعی شکل میں ملکر ادا کرنا خوشی۔ محبت اور عظمت دونوں کو اس طرح عترج کر دینا کہ بجائے بھو و بولوب کے سکون و وقار اور شور و غل کے بجائے تسبیح و تہلیل سمائی دے۔ بس عید درحقیقت خداوند عالم کی نعمتوں کا شکر گزاری اور اپنی زندگی کا ایک مشترک مظاہرہ ہے ایسا لے اسے عبادت قرار دیا گیا ہے۔ عوام کے جذبات کی تنظیم کا پہلا درس ہے۔ دنیا کی جبری سے بڑی کافر نس اور میگ سے وہ اجتماعی منافع مرتب نہیں ہوتے جو اسلام نے عیدین کے اجتماع سے حاصل کر دیئے۔ نہ صرف عیدین بلکہ جہاد اور پختہ جماعت تک میں قومی وحدت کا عظیم الشان نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اس قسم کی دو عیدین اسلام نے منافی ضروری قرار دی ہیں۔ پہلی عید رمضان کے امتحان میں کامیاب ہونے کی خوشی میں ہے۔ جسم نے سال بھر میں جو بے عنوانیا نفس کے ساتھ کی ہیں۔ ان کا جائزہ لیکر نئے سرے سے حیات تازہ پیدا کرنے کا سامان کیا جاتا ہے۔ گوشہ لغزشوں غلطیوں اور بے اعتدالیوں کو کا لودم کر کے جہاد نفس کے اصول مستحکم کئے جاتے ہیں۔ بہت لاؤنس مکے دور افتادہ بندوں کو خدا سے قریب ہونے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ بہت ممکن ہے کہ رمضان کے گزرنے کے بعد بھی یہ تاثرات قائم رہیں۔ اور بندے یہ سمجھنے کے قابل ہوں گے کہ مسلم کی زندگی ہمہ تن جہاد ہے مال اور جان قربان کرنے کی استعداد انہیں پیدا ہو جائے۔

نخاع

(شیخ ابو غنیم، حضرت مولانا صوفی عبدالقادر صاحب شمشاد آبادی در عظمیٰ کراماتی تلمیذ دکن الان)

لفظ عبرت میں ایک شے سے دوسری شے کی طرف ہجر کرانے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ مثلاً غم سے خوشی، کیڑے سے خوشی سے غم کی طرف، بیماری سے صحت کی طرف یا صحت سے بیماری کی طرف طاعت سے عصیت کی طرف یا عصیت سے طاعت کی طرف، فراخ حالی سے تنگی کی طرف یا تنگی سے فراخ حالی کی طرف، ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف یا اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف وغیرہ وغیرہ۔ اس لحاظ سے عید نکست و بال ہو۔ یا مبارک و مسعود کہ ہر سانس انسان کی تحویل میں ہو۔ انسان ہر آن ایک شے سے دوسری شے کی طرف بلکہ عالم کا ہر ذرہ پرتا جاتا ہو۔ انسان ہر سانس کے ذریعہ قبلے سے فانی ہو۔ رجوع کرتا ہو۔ جس آن میں اس کا رخ ادنیٰ کی طرف ہے۔ وہ وبال میں ہو۔ وہ جہنم میں ہو۔ اور جس آن رجوع اعلیٰ کی طرف ہے، فلاح میں ہو۔ برکت میں ہو جنت میں ہو۔

ایجاد جو سمیٰ لید میج۔ وہ اسی معنی رجوع کے لحاظ سے ہے۔ میرے دن انسان غسل کر کے بچا سے طہارت کی طرف رجوع کرتا ہو۔ اور متبذل لباس بدل کر نفاست کی طرف رجوع کرتا ہو۔ اور کھوئی غذا سے غیر معمولی نفیس اور لذیذ غذا کی طرف رجوع کرتا ہو۔ یہ رجوع بازگشت خالی ہی نہیں ہو۔ جس کا کوئی اعتبار و اعتماد نہیں۔ اگر مجزوم انسان کو کڑی لباس پہنا یا جلتے تو اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا کیونکہ اس کی ذات گدزی ہو۔ اور خون و پیسے میں لتھڑی ہوئی ہوتی ہے۔ اس پر سو قیاس کر دو۔ مثلاً آپ کے پیٹ یا سر میں شدید درد ہے جس سے آپ بے چین اور رقیق اور مریں۔ تو کیا آپ کو کڑی کلاہ۔ زلفیت کی عبا اس بھاری سے نجات دلا سکتی ہو یا بطرح اپنے تکلیفات میں مبتلا ہے۔ مغموم ہے مغموم ہے۔ تو تنگی آ کر تنگی سے اس کو کیسے خوشی حاصل ہو سکتی ہو۔ کہ قالب ایک لباس جو روح کا اور روح میں اسان ہے۔ اگر روح صاف ہو بلکہ نہ ہوتا تو اس میں اور تبدیلی لباس فائزہ اور لذیذ نواز

غریب الوطن کی عیب

(جناب مولوی عبد الشکور عظیمی روم دست پوری)

ہلالِ عید سے اتنی مغرب سے اپنی نوزائی شکل دکھا کر دنیا کی پہلی پہلی اور رونق میں نمایاں اضافہ کر دیا ہے۔ ہر شخص خوش و خوش مشاواں فرحانِ نظر آتا ہے۔ کوئی کپڑوں کی دیکھ بھال میں مصروف ہو۔ تو کوئی سودا سلف اور دوستوں کی دعوت کے سامان میں ہنسی۔ کوئی دنیویوں کی دوکان کا طواف کر رہا ہے۔ تو کوئی پن من شاپوں کے چکر کاٹ رہا ہے۔ ہر گلی، کوچے میں دھوم دھام اور ہر محلہ میں اژدہام ہے، بچوں کی ٹولیاں خوشی کے فے لگاتی ہیں اور ہر سے اور ہر پڑی ہیں۔ دوست احباب کی جماعتیں عید کے دن کے لئے پروگرام مرتب کر رہی ہیں۔ کہیں خدا کے کچھ مقبول بندے قرآن شریف کی تلاوت اور ادو دو وظائف میں مشغول ہیں۔ تو کہیں کچھ شوقینِ طہیت حضرات خوشی کے ترانے گانے میں مصروف ہیں۔ کہیں کوئی صلوٰۃ فی ترے سے اپنی دوکان بجا رہا ہے۔ تو کہیں کوئی قبولِ ملازمت پان سازی تیار کر رہا ہے۔ غرض ہر طبقہ اور ہر گروہ کے لوگوں نے یہ ہواد مسرت رات جاگ جاگ کر بسر کی اور عید کی مبارک صبح اپنی گونا گوں ہولفریہوں اور دلچسپیوں کے ساتھ نمودار ہوئی۔ اور نمودار عالم کو بہت دسروسے لہجہ نہ کر دیا۔ ہر کدو عید گاہ جانے کی تیاری میں مصروف ہو گیا کوئی غسل کر رہا ہے۔ تو کوئی تسبیحی ریزرت سے رسالوں کو مات کر کے سینے کے پھڑوں میں طے کی سی مائل کر رہا ہے۔ کوئی لباس زیب تن کر کے قدامِ آئینہ کے سامنے ٹھہرا لباس کی موڈنیت پر تنقیدی نظر ڈال رہا ہے۔ تو کوئی بالوں کے لئے انداز سے سسوالہ کر گھونگرا لے بنانے میں کوتاہی نظر آتا ہے۔ بچوں کو دیکھتے تو وہ اپنے رنگ رنگ کے شہرے دیکھنے کے دیں میں پھولے نہیں بہاتے

”ج“

(جناب یعقوب محمد سوریہ صاحب راجہ پوریہ)

جائے عید جا۔ اب ہمارا زیادہ مذاق نہ اڑا۔ جا۔ کیا تجھے نظر نہیں آتا؟ آج دنیا میں مسلمان بکے زیادہ مفلس و پریشان ہیں۔ نہ ان میں دولت ہی جو۔ اور نہ حکومت ہی۔ بھروسہ نظر پھیلائی جاتی ہے۔ اور مسلمان مستلانے آلام نظر آتے ہیں۔ جا، اب زیادہ دین ہم موقوفہ دکھاتے، زمانے کے واسطے، دورانی کے سناے ہوئے ہیں۔ یہیں تکلیف دے جا اس میں شک نہیں کہ تو ہمان بکر آئی ہے، مگر کیا تجھے اس کا علم نہیں؟ کچھ دور کا جو جسے اخوت و محبت، دولت و ثروت، عزت و عظمت، شوکت و حکومت چھین لی جو۔ پھر تو یہ بتلا تیرے آنے سے ہیں کیونکر خوشی ہو سکتی ہے؟ ادا داداں! کیا تجھے اتنا بھی علم نہیں، کہ ایک صاحب حکومت کی حکومت چھین جانے کے بعد اس پر سرست کی ہر گھڑی قیامت ڈھاتی ہے۔ تجھے اس میں شک ہو تو جا، ان اللہ خان والی، افغان کے دل سے پوچھ، وہ تجھے بتلائیگا اس کے بعد رفا شاہ، اور کمال پاشا سے دریافت کر۔ وہ تجھے بتلائیں گے کہ تیرے آنے سے ایک مسلمان کے دل پر کیا گزرتی ہو۔

اے عید! مجھے حیرت ہے کہ تو آج بھی سرست و نشاط کے نشے سے مخمور ہو تجھے تو ماتم کرنا چاہئے۔ کیا تو بھول گئی، کہ تیری آمد پر مشرق سے مغرب، شمال سے جنوب تک خوشی کے پھول پھول اٹھتے تھے۔ تیری آمد پر خوشیاں منانے والوں کو رب العالمین اپنی رحمت سے ہمکنار کرتا تھا۔ مگر اب رات بھر کھوکھو، شیطان نفیس بجا رہا جو۔ اور تیری دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں، اگر تجھ میں کچھ بھی غیرت ہے تو جا اور پھر اسی سرست کو ساتھ لا، جو رحمت الہی سے ہمکنار کرے، تاکہ مسلمان تیری آمد پر مشرق سے مغرب، شمال سے جنوب تک خوشی کے پھول پھول اٹھیں۔ فقط

ادب خوشی سے اترت پھرتے ہیں۔ کوئی اپنی ترکی ٹوپی دکھا کر اس کی تعریف میں سرگرم ہے۔ تو کوئی اپنی ریشمی شروانی کا سبب بخوبیوں کے دلوں پر سکہ جھلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کوئی اپنی جوتی کی خوبصورتی پر شاداں ہجر۔ تو کوئی اپنے رومال کی رنگینی پر نازاں۔
نوجوانوں پر نظر ڈالئے، تو وہ مبارک سلامت کے دوا نگڑے میں کچھ اس طرح مت غراتے ہیں۔ کہ مصداق ۷

ہم دہاں ہیں ہمسایہ کو بھی کچھ ہماری خبر نہیں آتی
اپنے آپ سے بھی بے خبر ہیں، کوئی اپنے سہمیوں کے ساتھ باغ کی گلگشت کو جا رہا ہے۔ تو کسی نے اپنے دوستوں کے ساتھ سینا اور تھپڑ کی ٹھہرائی ہے۔ کوئی اپنے گھر میں اجاب کی دھو کا انتظام کر رہا ہے تو کسی نے باغچے میں پیش دشت کی محفل آراستہ کرنے کا اہتمام کیلئے ہے۔ نوکر اور خدمت پیشہ لوگ گھر گھر جا کر اپنے آناؤں سے سلام کے عہد کا انجام حاصل کرتے پھرتے ہیں۔
غرض بچہ ہو۔ یا جوان، ادھیڑ ہو، یا نیمف، بادشاہ ہو، یا فقیر، اور امیر ہو یا غریب، ہر طبقہ اور ہر گروہ کے لوگ عہد کی خوشی منا رہے ہیں، چہرے خوشی سے دک رہے ہیں۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی ہے۔ ایک دوسرے سے خوشی و خرمی کے ساتھ گلے مل رہے ہیں۔ اولہ عہد کی خوشی نے تمام ترددات و تھکرات اور غم و الام کو بھلا دیا ہے۔

لگزی کون خدا کا بندہ ہے۔ جو مسلمان ہوتے ہوئے بھی اس جہل پہل اور خوشی و خرمی سے الگ تھلک کسی خیال میں محو ہو کر دین و دنیا سے بے خبر ہو رہا ہے۔ اس کا زرد چہرہ اس کے قلبی رنج و کلفت کی ترجمانی کر رہا ہے۔ اور نیلے کپڑے بڑھے ہوئے ناخن پریشان بال، بزبال حال اس کے دلی صدات کی شہادت دے رہے ہیں۔ خدا جیسے بیکرن غم کا مارا اور فلک کا مستایا ہے۔ اور اسپرودہ کون سا کوہ الم ٹوٹا، اور برق غم گری ہے۔ کہ یہ یوں سیدھی اس کی مرتجائی ہوئی کلی کو شگفتہ نہیں کر سکا۔ وہ دیکھتا نہیں نے آنکھیں کھولیں۔ ذرا کان لگا کے غور سے سُنو۔ وہ کچھ بڑبڑا بھی رہا ہے۔ ہمارے وہ کس حسرت کے ساتھ یہ شہر چڑھ رہا ہے

میکمیل فرس پہ ہدیہ تبرک پیش کرتا ہے۔ اس لئے اس چاند کو دیکھ کر یہ مسلمان کو قلبی سستوری ہو جاتا ہے۔ آپ بھی اس سے بیخبر نہ ہوں گے۔

سٹرٹسٹیل :- بہت اریہ چواب عام مسلمانوں کے خیالات کی ایک حد تک ترجمانی ضرور کرتا ہو لیکن مجھے انوس ایرکا ہے کہ عوام کی طرح تمہیں بھی اپنے بیان کردہ بیان کی معنی حقیقت سے اتنی ہی لاعلمی ہے جتنی کہ عوام میں پائی جاتی ہے۔ مسلمانوں کا ہر کام قدرتی و فطری اصولوں پر قائم ہے چنانچہ چاند کے ظہور پر روزے رکھے جاتے ہیں اور چاند ہی پر ان مبارک ایام کا اختتام ہوتا ہے۔ اب رہا چاند دیکھ کر موجودہ مسلمانوں کا مسودہ ہونا میرے نزدیک ممکن نہیں ہے البتہ ماہ صیام کو دیکھ کر شادیاں ہونا ایک حد تک صحیح ہے۔ کیونکہ ان ایام میں کم از کم گناہوں سے اجتناب و احتیاط کیا جاتا ہے۔ سیہ کاریوں اور بدکاریوں سے دوری اختیار کی جاتی ہے لیکن رویت ہلال عید کے بعد وہ تمام روحانی خصوصیات کو طرفہ الین میں تباہ و برباد کیا جاتا کہ ہلال عید کی عظمت کو ذلیل کرنے میں کرتی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا جاتا۔ یہ تمام خیرشیاں بدعتوں کے لئے جوہر ہیں۔ یا مسلمانوں کی عظمت بڑھانے کے لئے ؟

لعقوب :- یہ سب کچھ سچ ہے لیکن میں اتنا عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ آپ کی گفتگو پیچیدہ اور الجھی ہوئی ہونے کے علاوہ بعض اوقات تکلیف دہ ہو جاتی ہے۔ آپ خود ہی اپنی گفتگو پر غور فرمائیں تو آپ کو اس کا احساس ہو جائیگا۔ آپ نے جو انداز بیان اختیار فرمایا ہے وہ کس قدر تکلیف دہ۔ سوہان روح اور عذاب جان ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ آپ کے ذہن میں عید کی صحیح اور معنی خیز تعریف محفوظ ہوگی لیکن اس کے اعلیٰ و ارفع ہونے کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ عید کی نوعیت ہی بدل دی جا۔ آج تیرہ سو برس سے ہر مسلمان اپنی اپنی حیثیت کے موافق عید کے موقع پر خوشیاں مناتا چلا آیا ہے۔ اور یہ خوشی منانا سنت سے خلاف سنت کرنا لوں کا جو شر ہوتا ہے۔ غالباً آپ سے بھی پوشیدہ نہیں ہوگا۔

سٹرٹسٹیل :- میں سمجھا۔ میرے انداز بیان سے تمہیں تکلیف ہوئی ہے۔ بہت اریہ خیال صحیح ہے تم سچ کہتے ہو

عید پر عبرت آموز مشاہدات

(جناب اعظم غلام حسین سورما صاحب مقسم برہما یونیورسٹی رنگون)

میں تحفہ عید کیلئے مضمون لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ سال گذشتہ کے واقعات میرے ذہن میں آگئے جو میرے بھائیوں (یعنی اسماعیل غلام حسین سورما صاحب اور یعقوب محمد سورما صاحب) میں رویت ہلال عید کی مبارکبادی پر ایک دلچسپ اور سبق آموز بحث چھڑ گئی تھی اس کو قارئین کرام کی دلچسپی کیلئے من و عن نقل کئے دیتا ہوں۔ ممکن ہو اس کو مسلمانوں کو کچھ فائدہ پہنچے۔

اعظم سورما

مسٹر یعقوب محمد سورما :- آپ نے عید کا چاند ملاحظہ فرمایا ؟

مسٹر اسماعیل غلام حسین سورما :- جی ہاں۔ چاند کچھ عامۃ المسلمین کی غلط مسرت بھی۔

مسٹر یعقوب :- عامۃ المسلمین کی غلط مسرت کو کم از کم آج کیلئے جائز سمجھئے اور رویت ہلال عید پر مبارکباد قبول فرمائیے۔

اسماعیل :- مجھ حیرت ہے کہ تمہارے جیسا ہونہار طالب علم اس قدر جہالت کی تاریکی میں مبتلا ہے یعقوب :- منافق بنائیے۔ مجھے بظاہر آپ کے حیرت کی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ بہانہ تک میں آپ کے الفاظ کی معنویت کو سمجھ سکا ہوں۔ اس بنا پر یہ عرض کر دوں گا۔ کیا آپ رویت ہلال عید پر مبارکباد پیش کرنے کو جہالت تصور فرماتے ہیں ؟

اسماعیل :- رویت ہلال عید پر مبارکبادی دینا جہالت نہیں ہے بلکہ عید کی عظمت سے ناواقف ہونے کی مبارکبادی دینا جہالت کے مراد ہے۔

یعقوب :- رویت ہلال عید کے متعلق میں اس قدر واقف ضرور ہوں کہ یہ چاند مسلمانوں کو ان کے

ہٹے جاتے ہیں۔ مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ عبد کی خوشی اور چھپر مسلمانوں کے عبد کی خوشی، روحانی ترقی و کامیابی پر ہوتی ہے یا نفسانی خواہشات کی تکمیل پر۔ تو یقیناً ہمیں یہی کہنا پڑیگا ”روحانی کامیابی پر ہوتی ہے“ کیونکہ روزہ ترکیہ نفس کی روج ہوتا ہے بشرطیکہ روزہ اہلی معنویت میں رکھا جائے۔ اور اس میں کامیاب ہونا یقیناً روحانی مرستہ ہے۔ لیکن ذرا غور کرو کہ یہ چودہ مسلمان کی خوشی عذاب کا پیش خمیرہ ہے یا روحانی مرستہ کا ؟

سیرت نقیب :- آپ کا اشارہ غائبانہ امت مسلمین کے عام مشاغل کی طرف ہے۔
 امین :- ہاں۔ لہذا کیا مسلمانوں کو دقت مند اور امیر طبقہ پر ایک سرسری نظر ڈالو تو یقیناً تمہاری روج لہرزدہائیگی۔ ان میں تنازعہ فیصدی فرعون فطرت و دشمن ملت۔ زانی۔ قالم۔ دعا باز۔ مکار۔ مفسر۔ فاسق۔ فاجر بلکہ اس سے بھی زیادہ صفات کے مالک نظر آئیں گے۔ ان کے نزدیک مذہب و رسم و راج سے زیادہ دقت نہیں رکھتا۔ ان کی خوشی۔ ان کا مافی الضمیر حال ہونے پر ہوتی ہے۔ اور ان کے مافی الضمیر کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ ایسے ظالموں کی خوشی اسی دقت ہوتی ہے۔ جب وہ اپنے ظالمانہ مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ تم نے عید کے موقعوں پر دیکھا ہوگا۔ یہ تمام ہزار مسلمان جب عید کی خوشی منانے میں مصروف ہوتے ہیں تو کوئی بدکاری ایسی نہیں جس کی سوسو طریقہ سے منائش نہ کی جاتی ہو۔ ان کی اس سنائش کا اثر متوسط و عوام الناس پر بہت زیادہ ہوتا ہے۔

میتوب :- آپ کا یہ فرمانا بالکل درست ہے دراصل خواہشات نفسانی کا نام عید نہیں ہر بلکہ عید ترکیہ نفس کا جو ہر ہوتی ہے اور ترکیہ نفس کا نتیجہ روحانیت و انسانیت سے ہٹکار ہوتا ہے۔

امین :- مجھے افسوس ہو کہ میں اپنے تاثرات کی رد و میرا علمائے دین کی عید کو قطعی بھول ہی گیا ہمارے ان دانشوران و مول کے حالات اگرچہ کہ محتاج تبصرہ نہیں ہیں مگر ان کی

مرا انداز بیان کسی قدر تلخ و ترش ضرور ہو گیا تھا۔ لیکن اس سے میرا من ہرگز نہ تھا کہ تمہیں میرے الفاظ سے تکلیف ہو۔ بلکہ مسئلہ عید پر میرے احساسات نے مجھے استعداد متاثر کر دیا ہے کہ میرے بیان میں قدرتا تلخی و ترشی پیدا ہو گئی۔ تاہم مجھے اندس ہو۔ لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ مری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ عید کی حقیقی مسرت قلبِ مسلم سے طلب کر لی گئی ہے۔ اچھا تو اس المناک نظر کو کسی اور وقت بصیرت کی آنکھوں سے دیکھا جائے گا اس وقت اس دل شکن داستانِ پر بحث کی ضرورت نہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ تم بھی مری طرح کاوش و لہجہ میں مبتلا ہو کر اس تماشا کن مسرت پر سینہ کو ٹپ کرنا شروع کر دو۔

ابنا میں تم کو ہتھارے خیال کے موافق رویتِ ہلالِ عید پر مبارکباد دیتا ہوں۔ مسٹر یعقوب :- اسٹیل بھائی! میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ کے ضمیر اور جذبات کا خون ہو۔ اور نہ مرے معروضہ کا یہ منشا تھا۔ یہ انتہائی سستہ ہو گا کہ عید پر اتنی تیز و گرم گفتگو ہونے کے بعد میں عید کی حقیقت سے بے خبر رکھا جاؤں۔ آپ کی گفتگو نے میرے دل میں عید کی حقیقت کو معلوم کر نیا کیا، ایسا بے پناہ جذبہ پیدا کر دیا ہے کہ اب آپ کی خاموشی کا ایک ایک لمحہ میرے اضطرابِ شوق میں طوفان برپا کر رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اب بھی بیان کردہ تعریفِ عید میرے لئے باعثِ بصیرت ہوگی۔ اور یقیناً میں اس سے فائدہ حاصل کر رہا ہوں۔

اسٹیل :- اس وقت بھی مرا یہی خیال ہے۔ تم اسکو نہ سناؤ تو اچھا ہو۔ مگر ہتھارے اصرار و شوق سے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میرے بیان نہ کرنے پر تم ضرور خفا ہو جاؤ گے۔ لہذا مسئلہ! لیکن بصیرت کے کالوں سے بڑا اور دلکی آنکھوں سے دیکھو تو عید کی مسرت دنیوی و دینی، مادی و نفسانی کامرانی سے اعلیٰ و ارفع نظر آنے لگا۔ عید کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے پاپیہ عید کو مٹا دینا چاہیے۔ اور پھر خود کو کہ عیدِ انصاف کی بنیاد کو مذہب کے کمن تاثرات کے ماتحت نہ مٹا دیا جائے۔ یہ سب تمام طور پر خوشی و انبساط مسرت و بصیرت، شادمانی و کامرانی کے

نہیں ہیں۔ اس لئے جو خوفِ خدا در ہا سوں۔ ایک اور واقعہ عمر بن عبد العزیز کا سوا۔ آپ کی لہائی فاطمہ آپ کے فرماتی ہیں یا امیر المؤمنین! عید سرپا گئی ہے۔ بچوں کے پاس چھٹے پڑائے کپڑے ہیں۔ عام مسلمان بھی نئے کپڑے پہن رہے۔ کیا خلیفہ زاد ہے۔ ار وہی کپڑے پہنے ہوئے عید کی نماز کو جائیں گے! خلیفہ ارشاد فرماتے ہیں "بیوی! مجھے خیال ہو میں نے بیت المال کے خزانچی کو رقوم بھیجا ہے کہ آئندہ ماہ کا حقِ خلافت اس ماہ میں بھیج دے۔" امید ہے کہ روپیہ کھانگا اسی اثنا میں ایک خادم اک خلیفہ کو رقوم دیتا ہے۔ اس کی تحریک یہ ہوتی ہے۔ آپ ہمارے امیر ہیں۔ مجھے سرتابی کی مجال نہیں۔ لیکن جناب کو اگلے ماہ تک زندہ رہنے کا یقین ہے؟ اگر نہیں ہے تو مالِ غربا کا حق کیوں پیشگی اپنی گردن پر حضرت لیتے ہیں! خلیفہ یہ بڑھکر آبدیہ ہو گئے۔ اور فرمایا کہ کن جانتا ہے کہ موت کب آئے۔ یہاں تو ایک قدم اور ایکدم کا بھی بھروسہ نہیں۔ خزانچی بالکل صحیح کہتا ہے۔ یہ رقوم ہی فاطمہ اور ان کے فرزندوں سے بھی مخفی نہ رہا سب نے مسلمان کی اہمیت کو سمجھا اور صبر کیا حتیٰ کہ عید چھٹے پڑائے کپڑوں کی ہوتی کیا تاریخ اسلام کے سوائے کوئی تاریخ ایسے واقعات پیش کر سکتی ہے ہرگز نہیں مگر آہ۔ آج بھی وہی اسلام ہے۔ لیکن وہ مسلمان نہیں رہے جنکی نماز خدا خود پڑھتا تھا۔ جن کی ایک آواز دنیائے کفر و باطل کو فنا کر دیتی تھی۔

یقوب صاحب! اب ہمیں افسانے سے بتاؤ کہ موجودہ مسلمانوں کا رمضان کج و راجح ہے یا مزین پر خوشیاں منانا اور ایسی خوشیاں منانا کیا لائقِ مسینہ کی جاتی نہیں! رمضان میں روزے رکھ کر نمازیں پڑھ کر دعائیں مانگ کر جو چیز حاصل کی گئی تھی اس کو یہ ان واحد میں اپنی ان مسیہ کاریوں اور بد کاریوں کے تذکرہ دیں گے جس کی ایک ایک تمنا کو سو سو طریقوں سے پوری کرنے کی آرزو ہے۔ کیا اس عذابِ الیم میں مبتلا ہونے کا نام عید ہے؟

اللہ اکبر؟ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو۔ آپ محبوبِ رب العالمین اور رحمتِ اللعالمین ہو کر یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ عید اس کی ہے جو خدا کے عذاب سے ڈرتا ہے۔ اور فاروقِ اعظمؓ

عید کی مسرت کے اسباب پر ایک سرسری نظر ڈالو تو تمہیں حیرت ہوگی کہ ان علما دین میں بھی تنازعے فیصدی ایسے ہی نظر آئیں گے جیسے کہ دو تہندوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی عالمانہ رجحانیت۔ معلم الملکوت کو نکاتِ رجحانیت کی تسلیم دے رہی ہو ان کا اقتدار طلب انداز بیان ان کے ضمیر کی حقیقت کو بے نقاب کر رہا ہے۔ ان کا باہل شاہانِ عجم کی روایات کو زندہ کر رہا ہے۔ ہمارے یہ عالم دین وارثِ رسول ہو کر ریشم میں لپٹے ہوئے مُرغِ زرین بنے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

شرعیہ: آپ نے علمائے دین پر نہایت سختی لکھا اعتراض کیا ہے !
 "اسمعیل: یہ اعتراض نہیں ہو بلکہ واقعات تو ایک المناک داستان چاہتے ہیں اُن کو فی الوقت بخوفِ طوالت نظر انداز کیا جاتا رہے۔ اس وقت عید سے متعلق اس قدر عرض کرنا ہو کہ ہمارے یہ دارِ اُلوامع رسول فرماتے ہیں کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے واسطے سب سے زیادہ عید الفطر کا دن خوشی کیلئے مقرر فرمایا ہے۔" ہم میں کوئی شک نہیں مگر وہ عید اُداس کی خوشی ابدی اور پائدار ہوتی ہے جبکہ مسرتِ فردوسی کبھی بھانا ہو۔ اب رہا کہ وہ خوشی کسے حاصل ہوتی ہے کچھ خواصہ و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ملاحظہ فرمائیے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "عید اُداس کی نہیں ہے جو صحن سے گیسو پھرتے۔ عید تو اسکی ہے جو خدا سے ڈرتا ہو۔" شتانم نے یہ ارشاد آقا سے دو جہاں مالک کون و مکان کا ہے۔ اب حضرت فاروقِ اعظمؓ کا ایک واقعہ سنو۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ عید کے دن دربارِ فاروقِ اعظمؓ میں حاضر ہو کر ایک کھیتا ہوں کہ دروازہ بند ہے اور فاروقِ اعظمؓ اٹھ اٹھ آئندہ رہے ہیں۔ کمال بے قراری، گریہ و زاری کی حد سے زیادہ تھی۔ میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین۔ آج عید کا دن ہے۔ حضور روتے ہیں۔ دو سکر شاداں ہیں۔ فاروقِ اعظمؓ نے ارشاد فرمایا۔ اکر ابوہریرہؓ اگر یہ لوگ مقبول بارگاہ میں شمار ہوئے ہیں تو فرحت و مسرت بجا ہے اور جو مقام قبولیت سے ہٹا دئے گئے ہیں تو اکل گریہ و زاری۔ آہ و بکا اور واویلا کا ہے۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ میں کس

عید کا خوشخبرہ

(بہن دنیا جناب محمد مصطفیٰ صاحب فیضی۔ الگ کارخانہ ساز مارا کر نیل)

مسلمانوں کی عید نمائش کرنے، نئے لباس سے ملبیس ہونے، عطر لگانے، لذیذ عنایتیں کھانے سے نہیں ہوتی، بلکہ مسندوں کی عید تو قربانی کا نتیجہ ہوتی ہے، جو اسلامی فرائض کی تکمیل کے بعد ظہور میں آتی ہے۔ اب وہ عید اور اس کی مسرت ہمیں تو کڑا ارض پر دکھائی نہیں دیتا، سال میں ایک دو دفعہ اس مسرت کی یاد تازہ کرنے کے لئے اس کے مقرر کردہ ایام آجاتے ہیں۔ تو مسلمان ان ناقابل بخشش گناہوں کے نذر ہو جاتے ہیں۔ جس سے اسلام اور بانی اسلام کی عزت و کرامت توہین ہوتی ہے۔

ہم اپنے اس بیان کی تصدیق کے لئے قارئین کرام ہی کو منصف بنا کر انصاف چاہتے ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کے احراء کی فہمیوں پر اور اون مشاغل پر ایک سرسری نظر ڈالیں، جو عید کے موقع پر حصول مسرت کے لئے ہزاروں روپے خرچ کر کے گل میں لائی جاتی ہیں، اور علماء کے بے بسی و تنہائی کی خبریں ان کی خود غرضانہ، فتنہ پرور فطرت کو ملاحظہ فرمائیں۔ غریبوں کی جہالت و مذہبی لاعلمی کو دیکھیں۔ جو عید کی خوشی حاصل کرنے کے لئے عمل میں لائی جاتی ہو۔ آہ! وہ عید بڑا خوت کا سرچشمہ اور محبت اسلامی کا سمندر تھی، آج ہمارا جہنمی اعمال کی گرمیوں نے اس سمندر کو بالکل خشک کر دیا پھر بھی ہم اس سراب عید کو سرچشمہ سمجھ رہے ہیں اہل دل کو تو عید کا نام سنستے ہی اپنی کھوئی ہوئی عظمت، برباد شدہ عزت، قابل تہلیل خوت یا داکر خون کھانے والی لاتی ہے۔

کاش ہمارے علماء و اہل ارادہ و غراہ اہل دل حضرات بہن حاصل کئے عید کی کبھی مسرت سے لطف اندوز ہوتے، یہاں کہ صحابہ کرام و بزرگان دین عید کا لطف حاصل فرماتے تھے۔

جیسا جلیل القدر صحابی و خلیفہ یہ کہتا ہے کہ میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میں مقبول فریق میں ہوں
یا غیر مقبول فریق میں۔ اور عمر بن عبد العزیز کے فرزندوں کو دیکھو۔ طلیفہ زاد بیٹے ہونے کے
باوجود قضاہری عید کو چھوڑ کر باطنی دروہانی عید سے مالا مال ہوئے
عید آتی ہے تو اس لئے آتی ہے کہ مسلمانوں سے قرآن فی اسلام کی پابندی کی ضمانت کے
انوث و اتحاد کا دستاویز حاصل کرے۔ کفر و باطل کو توحید و صداقت کے پیروں پر سرنگوں
رکھے۔ دنیا کو امن و محبت کا پیغام سنائے اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے روحانیت سے
سکنا رہے۔ عید وہی ہے جس میں لاکھوں جل شانہ کی خوشنودی ہو۔ اور دین و دنیا
کی بھلا نصیب ہو سکے۔ فقط

لے لے لے انسان الہامی

عیب انسان اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر کوئی کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اوس کام کو
پورا ہی کر دیتا ہے۔ چنانچہ حکیم محمد زبیر صاحب نے زمانہ کا رنگ دیکھ کر شفا خانہ فیض عالم
میں ایک خیراتی مد بھی قائم کروا کر۔ جو شخص مفت دوا لینا چاہیں ان کو مفت دوا دے جاتی ہے
ہاں بعض مرض جن کا حکمیہ علاج کرتے ہیں۔ اس دوا کی قیمت ضرور لی جاتی ہے۔ مثلاً نفث الدم
یعنی منہ سے خون آنا۔ فات الجنب یعنی لٹوٹیا۔ اختلاج قلب۔ مائیٹوٹیا۔ جین جینی پاگل پن۔
ذبحہ صادق یعنی پیمپش۔ اعتساق یعنی ہسٹریا وغیرہ وغیرہ کے سینکڑوں مریض صحت حاصل کر چکے
ہیں اسی وجہ سے دور دور کے مریض آتے رہتے ہیں۔

نوٹ:- شفا خانہ فیض عالم میں ماسوا علاج و معالجہ کے ہر قسم کی مرکبات مثل معجون عقیقات
خمیر و شربات ہر وقت تیار رکھنا ہیں اور عمدہ و تازہ ہوتے ہیں۔
المشہور:- سردار خان میمنہ شفا خانہ فیض عالم ۶۶۔ گلی نمبر ۱۲ رنگون

جہکے ملا بھی رک کر امت ہے اس سے بڑا مہربان ہے

اللہ تعالیٰ کو عجز بہت زیادہ پسند ہے پچھلے آثار میں وہ تیرے جیسا نہ ہوتا ہے
کے سامنے بھڑکے اسرار کا وہ نکتہ آفتاب ہو کر چینی ہو گا۔ اس بات میں شک ہے جس کو
مقدس و مکمل کتاب کو سیم اللہ کی بے سے شہادت فرما کر بخائی دینا ہے۔ وہ اپنے جیسا نہ ہوتا ہے
دو جہ میں آتا ہے۔ تو سرنگوں ہو کر وجود میں آتا ہے۔ اس سے پہلے یہ کیفیت واضح ہو گئی ہے۔ وہ
کو بھر مکمل قدر غضب و عجب ہے۔ جب آپ دعا دے کر آئی صحت ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ
عید کا دن ہے۔ عید کی حقیقی سبب یہ ہے کہ اس نے نہ ہوتا ہے۔ نہ ہوتا ہے۔ نہ ہوتا ہے
تو یہ کہہ کے اپنے جیسی مالک کے غضب میں دے دے۔ وہ ان جیسا نہ ہوتا ہے

لے حاکم الحاکمین! ہماری سیاہ دہریں، تیری شہادت میں صحت ہو گئی ہیں۔ وہ کہتے ہیں
و عبادت اولیہ و ذہمت ہرگز قابل قبول نہیں ہو سکتے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ تو ہے
امت کو یقین دلائی ہو کہ تمہارے گناہوں کی عفت ہو۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ تو ہے
مطلق! اس میں شک نہیں کہ تو نے بڑی بڑی قوموں کو دے دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ تو ہے
جو آج بھی ہماری عبرت کے لئے سینہ دین پہنچے ہیں۔ گناہوں کی عفت ہو۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ تو ہے
فہم جانتا ہے ہم ان میں تو زمانہ ہو۔ تجھے ہمارے صحت ہو۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ تو ہے
کار میں ابھاریں مگر تیرے بندے اور تیرے پیارے محبوب کی امت میں یہ ابھاریں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ تو ہے
پھیرے، اور ہمارے اباؤں کو تو نے سمجھ فرما کر ساری خدائیں تو نے عفت کر دیں۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ تو ہے
عجب کو دور فرما کر ایمان کی دولت کو سمجھ فرما، اسے شہادت کی عفت کر دے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ تو ہے
دور فرما کر ہم کو دی افوت و محبت عطا فرما جو آں سے تیرے محبوب ہیں عفت فرما دے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ تو ہے
شہنشاہ ہو کر ہر وہی توحید کی طاقت عطا فرما جس سے یہ تیرے پیارے محبوب ہیں عفت فرما دے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ تو ہے
کافرانہ کہہ کر دنیا میں من قائم کریں ایک بے نیاز ملک! ہم نیاز مندوں کو دین و دنیا میں شہادت
دکا مران فرما تاکہ ہم غیہ کی جتنی مسرت سے لطف انداز ہوں۔

دعا

دعوتِ احمدیہ کے بانی حضرت امجد علیہ السلام کا دوسرا نام ہے، اور خوشنودی حاصل کرنے کا کامیاب طریقہ یہ ہے کہ اپنی مرضی کو اللہ تعالیٰ کے ارادے کے ماتحت کر دیں اور اپنی مرضی کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے پیر کر دینے ہی کو دعا کہتے ہیں۔ دعائیں فی روح کی صدا ہے جو صفائی قلب اور حصول نیکی کے لئے بارگاہ رب العزت میں آہ و زاری کرتی ہے۔ دعا کی عظمت و طاقت کا مقابلہ اگر تمام دنیا کی طاقتیں مل کر کرنا چاہیں۔ تو دعا ہی کو کامیابی ہوگی۔ ہزار سالہ ریاضتیں و عبادتیں صرف ایک دعا کے لئے بیچ نفرتی ہیں۔ بشرطیکہ تمام ناپاک خواہشیں اور گزشتہ گناہوں کے خدو و خشوع کیساتھ دعا کی جائے تو اللہ جل شانہ ان لوگوں پر اپنی رحمتیں و برکتیں نازل فرماتا ہے۔

قرآن مجید میں ترمیم شدہ دعائیں مذکور ہیں، ہر دعا سے اللہ جل شانہ کی عطا کردہ رحمت و شفقت کا تسلی بخش ثبوت ملتا ہے۔ پاورہ دعوہ سورۃ البقرہ، رکوع میں ارشاد ہے: "کوئی دعا کرنا یا اللہ سے دعا کرنا تو میری قبول کرتا ہوں، لوگوں کو بھی چاہئے کہ میرا حکم مانیں۔ ایمان پر قائم رہیں، سید راستہ پسنے کی امید رکھیں۔" دوسری جگہ سورۃ الاحزاب میں ارشاد فرماتا ہے: "اپنے مالک کو گناہوں سے بچنے کے لئے دعا کرو، وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔"

دعا سے مذکورہ بالا سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دعا بہت پسند ہے، اور وہ دعا کے قبول فرمائیگا وعدہ فرماتا ہے، اور اس کے ساتھ ہی اللہ جل شانہ اپنے بندوں کو ادب دعا کے راز سے آگاہ کرتے ہوئے ہر دو دنیا و ایمان یقین کی تلقین فرماتا ہے، دراصل جس کا یقین دایمان کمزور نہ تھا تو اس پر اس کو کمی نہی و اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ عجز کی طاقت کی بھی ایک حیرت انگیز طاقت ہے۔ یعنی حیدر آبادی نے سچ کہا ہے۔

جبکہ مناسبی رک کر امت ہے اس سے دنیا مرید ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ کو بجز بہت زیادہ پسند ہی چنانچہ قرآن مجید ہی کی ابتداء کو ملاحظہ فرمائیے تو آپ کے سامنے عجز کے اسرار کا وہ نکتہ آفتاب ہو کر پیش ہو گا جس کو اللہ جل شانہ نے قرآن حکیم حبیبی مقدس مکمل کتاب کو بسم اللہ کی بے سے شروع فرما کر عجز کی ہدایت فرماتا ہے۔ حرف پہ جب عالم وجود میں آتا ہے۔ تو سرنگوں ہو کر وجود میں آتا ہے۔ اس سے آپ پر حقیقت واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کو عجز کس قدر رغوبہ و محبوب ہے۔ جب آپ دعا و عجز کی عظمت و مرتبہ کو سمجھ چکے۔ تو آؤ! آج عید کا دن ہے۔ عید کی حقیقی مسرت حاصل کرنے کے لئے نہایت عجز کے ساتھ گذشتہ سیاہ کاریوں سے توبہ کر کے اپنے حقیقی مالک کے حضور میں دعا کے لئے دامن پھیلا کر عرض کریں۔

اے حاکم الہامین! ہماری سیاہ کاریاں ناقابل بخشش عورت اختیار کر چکی ہیں، ہماری طاعت و عبادت، توبہ و نہمت ہرگز قابل قبول نہیں۔ مگر اے رحم الراحمین! تیری رحمت تیرے محبوب کی امت کو یقین دلا چکی ہے کہ تمہارے گناہ صرف ایک بہیمانہ کر دئے جا میں گے۔ اسے فادہ مطلق! اس میں شک نہیں کہ تو نے بڑی بڑی قوموں کو ذری ذری خطا پر بے پناہ سزا میں جو آج بھی ہماری عبرت کے لئے سینہ دنیا پر کندہ ہیں مگر اے سمیع و بصیر تو ہمارے لوگوں کے حال کو خوب جانتا ہے۔ ہم انسان ہی تو رہاں جو تجھ ہماری حالت پر خیدہ نہیں۔ ہم گنہ گار ہیں اسبابہ کار ہیں، بدکار ہیں مگر تیرے بندے اور تیرے پیارے محبوب کی امت میں ہیں، ہمارے دلوں کو اپنی طرف پھیر لے، اور ہمارے ایماؤں کو فور سے معذور فرما کر اسلامی خدمت کی توفیق عطا کر اور اسے اللہ تعالیٰ کے محبوب کو دور فرما کر ایمان کی دولت سے محروم فرما، اسے شرا و مکی محبت رکھنے والے! ہمارے اختلافات کو دور فرما کر ہمدردی اخوت و محبت عطا فرما جو آج سے تیرے مہربان پہلے عطا فرمایا تھا۔ اے شہنشاہ ہونہار! ہم کو ہر وہی توحید کی طاقت عطا فرما جس سے یہ تیرے نام پر بندے کو باطل و ظلم و ستم کا خاتمہ کر کے دنیا میں امن قائم کریں، آپ کے نیاز مالک! ہم نیاز مندوں کو دین و دنیا میں شادمان و کامران فرماتا ہے کہ ہم غنیہ کی حقیقی مسرت سے لطف اندوز ہوں۔

دعا

(مختار از ارجمند نابید حبیب صاحب مکتبی حیدر آبادی صدر مجلس اسرار رنگون)۔
 عید دراصل اللہ جل شانہ کی خوشنودی کا دوسرا نام ہے، اور خوشنودی حاصل کرنے کا کامیاب طریقہ
 یہ ہے کہ اپنی مرضی کو اللہ تعالیٰ کے ارادے کے تحت کر دیں اور اپنی مرضی کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے پُر
 کر دینے ہی کو دعا کہتے ہیں۔ دعائے الی روح کی صراحت ہے جو صفائی قلب اور حصول نیکی کے لیے بارگاہ
 رب العزت میں آہ و زاری کرتی ہے۔ دعا کی عظمت و طاقت کا مقابلہ اگر تمام دنیا کی طاقتیں مل کر
 کرنا چاہیں۔ تو دعا ہی کو کامیابی ہوگی۔ ہزار سالہ ریاضتیں و عبادتیں صرف ایک دعا کے آگے پیچ
 نھرتی ہیں۔ بشرطیکہ تمام ناپاک خواہشیں اور گزشتہ گنہگاروں کے خدو و خدو کے خدو کے خدو کے
 دعا کی جانب سے اللہ جل شانہ ان لوگوں پر اپنی رحمتیں و برکتیں نازل فرماتا ہے۔

قرآن مجید میں تیرے بیٹھ دعائیں مذکور ہیں، ہر دعا سے اللہ جل شانہ کی عطا کردہ رحمت و شفقت
 کا تسلی بخش ثمرت ملتا ہے۔ پادشہ دہلی، سیرۃ النبیؐ، رکوع میں ارشاد ہے: "کوئی دعا کرے اللہ تعالیٰ اس کو دعا
 کرتا ہو تو میں اس کو قبول کرتا ہوں۔ لوگوں کو بھی چاہئے کہ میرا حکم مانیں۔ ایمان پر قائم رہیں، سید
 راستہ پسنے کی امید رکھیں۔" دوسری جگہ پیرہن الاخوان کو کتب میں ارشاد فرماتا ہے: "اپنے مالک کو
 گواہ کر چکے، چکے لکھا، وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔"

دعا سے مذکورہ بالا سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دعا بہت پسند ہے، اور وہ دعا کہ
 قبول فرمائیگا وعدہ فرماتا ہے، اور اس کے ساتھ ہی اللہ جل شانہ اپنے بندوں کو آداب دعا کے
 راز سے آگاہ کرتے ہوئے پھر دنیا دار ایمان و یقین کی تلقین فرماتا ہے، دراصل جس کا یقین و ایمان
 کمزور نہ تھا تو اس کو یہی واطمینان حاصل نہیں ہوتا۔ بھڑکی طاقت کی بھی ایک حیرت انگیز
 طاقت ہے۔ حیدر آبادی نے سچ کہا ہے۔

سورہ بیگہ۔ لقمان حضرت داؤدؑ کے پاس جایا کرتے تھے، اور داؤد علیہ السلام زرہ بنایا کرتے تھے
 لقمان کو معلوم نہ ہوا اور چاہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام سے دریافت کریں۔ لیکن پوچھا نہیں۔ یہاں تک
 کہ زرہ بن گئی، اور داؤد علیہ السلام نے خود ہی فرمایا کہ یہ لڑائی کا کیا اچھا لباس ہے، لقمان کو اب معلوم
 ہو گیا۔ اور جی میں کہنے لگے کہ خاموشی حکمت ہے۔ لیکن کسی کو اس کی طرف رغبت نہیں۔

زبان نہ بہت سی باتیں فضول اور بیہودہ نکلتی ہیں۔ اور جو کچھ تم کو فرشتہ اس کو لکھ لیا کرتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو۔ صلیٰ لفظ من قول لا لدیہ رقیب عتید

تباہ سے اسی باتیں ہی نکلتی ہیں، جو محض باطل اور معصیت پر مبنی ہوتی ہیں۔ مجلس میں دوا آدمی
 ہوں تو ایک دوسرے کو باتیں کرتے کرتے گالی دینے لگتا ہے۔ یا کوئی شخص جو بڑے نصیب اور خوش
 دست نہیں بنتا ہے جس سے انہی آئے۔ یہ تمام باتیں معصیت میں داخل ہیں۔

فحش کہنا بھی نہایت بُرا ہے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت حرام ہے اس شخص
 جو فحش کہتا ہے، اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے مال یا پاپ کو گالی دے اور لعنت ہو۔ لوگوں نے پوچھا کہ کیا
 کام کو لے کر تپا ہے؟ فرمایا کہ جو شخص دوسروں کے مال یا کپڑائی احتیاج ہو تاکہ وہ اس کے مال یا پاپ کو گالی دے
 کسی پر لعنت بھیجی بھی مذموم ہے، خواہ کوئی جالور ہو، خواہ کپڑا ہو، خواہ انسان ہو، حضرت رسول
 اللہ فرماتے ہیں کہ مومن لعنت نہیں کہتا، ایک روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کسی پر لعنت کی تھی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منکر فرمایا اور اسے ابو بکر تم صدیق ہو، اور لعنت بھیجتے ہو، تمہیں ایسا نہیں چاہیے
 تم جو رب اکبر کی تم صدیق ہو، اور لعنت بھیجتے ہو، انہیں نہیں چاہئے۔ اس طرح تین دفعہ فرمایا، حضرت ابو بکر
 صدیق رضی اللہ عنہ نے توبہ کی، اور اس کے کفارہ میں غلام آزاد کیا۔ اس لئے لوگوں پر لعنت نہیں بھیجی جاتا ہو۔
 البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں، افساقوں پر لعنت ہو، شرع میں جن لوگوں پر لعنت آیا ہو، اللہ پر بھی لعنت بھیجی جاتا
 ہو، لیکن کسی شخص کو یہ کہنا کہ جو پر لعنت ہو، یہ جائز نہیں۔ ہاں فرعون اور ابو جہل پر لعنت بھیجنا جائز ہے، لیکن کافر
 کو بھی یہ کہنا کہ جو پر لعنت ہو، اس لئے جائز نہیں کہ بتا بدوہ مرنے سے پہلے مسلمان ہو جائے

زبان

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بنی آدم کی بہت سی خطائیں زبان کی وجہ سے ہوتی ہیں اللہ فرمایا کہ زبان کی آسان ترین عبادت خاموشی اور غور سے نیک ہے۔ اور فرمایا جو شخص خدا متعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس سے کہہ دو کہ وہ سوائے نیک کہنے کے کچھ نہ کہے یا خاموش رہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے، جس سے ہمیشہ نصیب ہو، فرمایا کہ خاموش رہا کرو۔ اس نے عرض کیا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے، تو فرمایا اچھی بات کے سوا کچھ نہ کہا کرو۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کسی مومن کو خاموشی و باوقار دیکھو تو اس کی ہنرمندی، اعتدال و توازن کو یاد رکھو۔ اور فرماتے ہیں کہ جو شخص بہت کہنے والا یعنی کئی ہوتا ہے اس سے بہت سی خطائیں ہوتی ہیں، اور جس سے بہت سی خطائیں مسدود ہوتی ہیں، وہ آتش و دوزخ کے لائق ہے۔ یہی وہ چیز ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ مدینہ میں پتھر رکھ لیا کرتے تھے کہ بات نہ کر سکیں۔

زبان سے بہت سی بُری باتیں جاتی ہیں جن کا کہہ دینا تو آسان ہے، مگر اچھے بڑے میں تیز کرنا نہایت دشوار ہے اور خاموشی ان آفتوں سے بچاتی ہے۔ آدمی کو دلچسپی حاصل ہوتی ہے۔ اور ذکر و شغل میں مصروف ہو سکتا ہے۔ گفتگو جاہلہم کی ہوتی ہے۔ (۱) جس میں ضرر ہی ضرر ہو۔ (۲) جس میں ضرر بھی ہو اور نفع بھی (۳) ضرر ہو، اور نہ فائدہ۔ یہ معمولی گفتگو ہے جو ذلت کو ضائع کرتی ہے۔ (۴) جس میں نفع ہی نفع ہو۔ بعض باتیں اس قسم کی ہوتی ہیں کہ اگر کسی جانیں تو نظر ہو کہ فی نقصان نہیں معلوم ہوتا، لیکن وہ کسی نہ کسی ضرر تک پہنچا دیتی ہیں، مثلاً اگر کسی سے پوچھو کہ کیا تم نے روزہ رکھا ہے، اگر سچ کہے تو اظہار عبادت ہوگا، اور جھوٹ کہے تو گنہگار۔ اور یہ گناہ تمہاری وجہ سے ہوگا۔ اسی طرح کسی سے اگر پوچھو کہاں سے آئے ہو اور کیا کر رہے تھے، اگر وہ اپنے کام کو ظاہر نہ کر سکے، اور جھوٹ کہے تو اس کا وبال بھی تمہارے

اللہ صلی علیہ وسلم رحمۃ اللہ علیہ بارگاہِ اہل بیت

عرضِ متنا

از حضرت قنادی عادی مہدی پھلوروی

جہاں میں ہیں بہت تو میں بہت فرقے بہت مذہب
ہر اک اک اکنہ اک مقصد ہر ایک اک نہ اک مطلب
کوئی جو نمہ سنج عیش کوئی آج نمہ پر لب

ہر اک اپنے کو اچھا ہی سمجھتا ہر دماغ میں

روش میں غلوں میں، مذہب میں ملت میں گھرائیں

بظاہر ہے تو ہر طبقے میں نیکی ہی نہیں کوئی
نہ بظرفی نہ بخلقی نہ بدکاری، نہ بد گوئی

ہر اک مسرور و ایک ایک کی کرات بہت دعویٰ
مگر دینی نگاہ غور سے دیکھے ذرا کوئی

تو بول اٹھے کسی دل میں ابایاں ہی نہیں شاید

جنہیں ان میں کتاب ہوں وہ ان میں ہی نہیں شاید

بُردوں کو بھی بھلا دوجا رکھتے ہیں یہ دیکھا ہے
جو اچھے ہیں بُرا کوئی نہ کوئی ان کو کہتا ہے

نومزل چھا تو اچھا جو بُرا ہے وہ بھی اچھا ہے
بُدا ہے و بھگنے کا کسی کو فائدہ کیا ہے

مگر ہاں سابلتے جس کو پڑے ہوں بُزن ہی جانے

کر سہے نفیشتیں حالت جب کوئی سب کی تو پہچانے

مرض کی موتی ہے تشخیص دنیا میں علامت سے
جہاں کا حال سمجھو امن دے ہنی کجالت سے

بُری ہے یا کالی خلقت نہ پوچھو اس کو خلقت سے
وہ سمجھو اس کی کلفت یہ جانو اس کی راحت سے

عذاب اللہ کا آتا ہے رفتہ رفتہ رہ رہ کر

زبان حال سے لوگوں کو سمجھاتا ہے کہہ کہہ کر

شکر کہنا ہی زبان سے متعلق ہے۔ لیکن یہ حرام نہیں ہے، کیونکہ لوگوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اخبار پڑھے لیکن کسی کی جھوٹی تعریف یا کسی مسلمان کی مذمت کرنی جائز نہیں ہاں تا یہ کہ دستارہ کی خوبی کی ضرورت زیادہ نہ ہو تو بڑی نہیں کہ یہ شرکی خوبی ہے، لہذا حرام نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس قسم کے اشعار بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگوں نے پڑھے ہیں۔

ٹھٹھا مذاق بھی اچھا نہیں ہے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع فرمایا ہے، اں کبھی کبھی اور وہ بھی سچائی کیلئے نہ نیک غرض سے کیا جلتے تو مباح ہی نیک غرض کی شرط اس لئے ہے کہ عادت اور پیشہ نہ ہو جائے مذاق اوقات خراب کہتا ہے، اس سے ہنسی بہت آتی ہے اور بہت ہنسی دل کو مردہ بنا دیتی ہے ٹھٹھے سے ہیبت و وقار جاتا رہتا ہے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں مزاج کرتا ہوں لیکن سوئے سچ کے نہیں کہتا، جس مذاق کی ہنسی بہت آئے وہ مذہب و مہنسی سکا رہے سے بڑھتی نہ چاہئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کچھ تم نے، جانتا ہوں اگر تم غبار تو نہ توڑو اور رفتہ بہت حضرت عباسؓ کی ہنسی تو شخص گناہ کر کر سیکھا اور نہ میں گناہ کر کسی کی مہنسی اٹانا اور اس کے قول بغض کو نقل کرنا اس کی ہنسی آؤ بہت برا ہے۔ اور جب وہ شخص رنجیدہ ہو تو حرام ہے، ہوا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کی ہیبت کرتا ہے، ایسے فیصلہ شیش کی نسبت جس سے اس نے تو بیکرلی ہو تو یقیناً وہ اس گناہ میں مبتلا نہ ہو نہیں رہتا۔ آنحضرت نے کسی ایسے امر پر بھی ہنسنے سے منع فرمایا ہے جو ہر ایک کو صادم نہ کرے کہتا ہے جو لوگ دوسروں پر ہنسنے ہیں، اقیامت کے دن تبت کا دروازہ کھول دیں گے، اور ان کو بلائیں گے، وہ آئیں گے تو دروازہ بند کر دیں گے، وہ وہاں سے ہٹ جائیں گے، تو وہ بھی جہانگیر کہ ہماری خفت کیجی رہی ہے، اور مخرج پر ہنسا، اور اس شخص پر ہنسنے کا جو نتیجہ ہوتا ہے حرام نہیں ہے حرام تو اس وقت ہے کہ ہنسنے سے دوسرا شخص رنجیدہ ہو۔

سلیمان بن حباب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے عرض کیا، کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے تو فرمایا کہ اگر خیر کو اختیار نہ کرنا اور مسلمانوں کو ساتھ کشا دہ پیشانی سے پیش آؤ اور جب کوئی شخص تمہارا پاس سے چلا جائے تو اس کی ہیبت نہ کرو قطعاً انی نے کوئی حلیہ السلام کے پاس دیکھی بھی بلکہ جو شخص غیبت تو دیکر کے سرخروہ ہشت میں سب کے آخر میں چلا گیا، اور جو تو مدہ کر کے ہوئے، وہ یہاں انحراف ہوگا، جو دوزخ میں چلا گیا۔

عید

غلواریت رسیں اللہ ار حضرت مولانا الطاف حسین صاحب

مہ صیام گیا۔ اور روزِ عید آیا
کیا خدا کا ادا شکر روزہ داروں نے
رہنِ منتِ ساقی ہیں بادہ خوار تمام
کئے ہیں ایسے سادے مشکِ خوش
مشغفہ جاتے ہیں اس طرح عید کا لوگ
حسین چاؤ میں پھولے نہیں ملتے آج
عزیزِ دوست گئے ملتے پھرتے ہیں باہم
حکیم ہیں متفکر ز اہل انس
عنی ہیں شال میں مست اور گدا ہیں جاگت
ادھر دھڑلے بہاری ادھر دھڑلے لفظ
کھلے ہیں اس کے عرصے دیر کیڑوں میں
ہزاروں سفرِ خراماں میں بہر میں ہر سو
اگر خوشی کا زمانہ کی ہے یہی عالم
مگر رعایتی یہ انبساط ہے سب پر
فریفتہ ہوئے عجمانی ایسی خوشیوں پر
خوشی ہو حسن عبادت وہ ہو خوشی انکی

خوشی کا عید کی حق ہر کوئی بجا لایا
کہ اپنے مہر کا انعام جتنے بھریا
کہ تیس روز کے پیاسوں کا روزہ کھلایا
کہ طفل جیسے ہو مکتب سے چھوٹ کر آیا
کہ گنجِ انہوں نے ہو گیا خرابہ ہیں پایا
کہ دن خدا نے نالین کا ان کو دکھلایا
خدا نے سیکڑوں روٹھوں کو آج منوایا
خوشی نے دی ہو زمانے کی کچھلٹ کا یا
ہر ایک خواں سے ستم نے سب کو چھلکایا
ساں نشاط کا ہو شہر و دشت پر چھپایا
جو غم کو شہر میں آج ایک لہر کھلایا
جو دشت میں کوئی پورا ہو آج مرجھایا
تو سمجھو غم کا عوض غمزدوں نے بہلایا
اس انبساط پر غافل ہو جو کہ اتر آیا
انہوں نے آب کا دھوکہ مراب پر کھلایا
جنہوں خلق میں ذکرِ حبیب سل بھلایا

یہ سب کیوں ہیں یہ سب کیا ہیں کی جو بیدار ہو
یہ سب کیوں ہیں یہ سب کیا ہیں کی جو بیدار ہو

خدا کو بھول کر جو چاہتے ہیں لوگ کرتے ہیں

محبت پر دنیا کی تہ اک مرنے کے ڈرتے ہیں

مگر اللہ ہی مغفّت کہہ ہیں بغیر اس پر بھی ہوتے ہر چیز سوا بھی رہے ہر چیز پر بھی

پڑے سوا بار دھکے بھی لگی سوا بار دھکے کر بھی نہ جاگے ہیں نہ جاگیں گے۔ اگر ہو شور و غش بھی

سمجھتے ہیں گئی دنیا تو جائے عاقبت تیسے

بلکہ غرقِ غصیاں ہیں یقین مغفرت تو ہے

نشا آہ! میری قیوم ہی طرفہ بسمت ہے نہ اس کو ہے علم کلفت نہ کچھ پردہ آراستہ ہے

عمل کچھ بھی نہیں لیکن فقط مشتاقِ بخت ہے انھیں بھی کرتی ہے ہواں ناداں جن کی امت ہے

مدرس کی بگڑنے کی ہواک تدبیر ملی سی

دکھائی اسکی بنفیکری کی اک تصور ملی سی

غالب کے ایک مصرعہ پر

(حضرت مفتی محمد دوست پوری)

کار فرمائی ہو یہ صلح مطلق تیری وہ نہ خورشید سے عالم ہیچ اغاکی نا

تری حکمت کہ ہے لایب دلیل تیرے قطرہ تب کا یا لب ڈرتا باں ہو نا

تری قدرت کا کرشمہ ہے انور و قرباں بن کے گل خال کا زینت چمنستاں ہو نا

فیض سے ہر حقیقت ہے ترے پر تو کا مثل خورشید یہ ذرہ کا درخشاں ہو نا

شامل حال ہو مقدور جو حق کی رحمت

لاکھ سا مان ہو اک سرفراں مان ہو

عید کی فرمائش

(علامہ سراقبال کی مشہور نظم)

پیش لاما میں اک برگ زر دکھتا تھا
نہ پامال کریں مجھ کو زائرین چس
ذرا سے پتے لئے بیتاب کر دیا دل کو
مجھے قسم جو نظامی امدینے والے کی
خزاں میں مجھ کو لاتی ہو یا فصل بہار
اجاڑ ہو گئے عہد کہن کے سینے نے
سرد و مرغ نوا ریز و ہم نشینی نکل
گیا وہ مودہ سب گل جس کا راز دار ہو نہیں
انہیں کی شاخ نشین کی یادگار ہو نہیں
چمن میں ہکے سراپا غم بہار ہو نہیں
ہمیشہ اقم قلمت میں اشکبار ہو نہیں
خوشی ہو عید کی کیونکر کہ سو گوار ہو نہیں
گذشتہ بادہ پرستوں کی یادگار ہو نہیں
میرے نصیب کہاں غنچہ مزاں ہو نہیں

پیام عیش و مسرت ہیں سناتا ہے

بلال عید ہماری ہنسی اڑاتے ہے

قطعہ عید

(جناب قاری عبدالرحیم صفا خان اعظم گڑھی شاگر و حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی صاحب
کیا خوب لطف آتا ہر گفت و شنید کا
فاق نہیں ہوا ایک ہی دن کا مرتبہ
بڑا عتاب ہے اور دل کے گلے شوق و کرا
اسلام میں جو مرتبہ ہے روزِ عید کا

دیگر

نصیب چاہتے گراں کی وید ہو جاتی
جو ہم سے آپ لمبی طے کو آتے عید دن
ہماری زندگی بھی با امید ہو جاتی
سرد ہو تا ہماری بھی عید ہو جاتی

جنھوں نے دین کے گرتے ستون کو تھما
جنھوں نے خلق کو اپنا بنایا غیروں کو
خبر مریدوں کی لی، جاہلوں کو دی تعلیم
ہوا زمین پہ جس سال آسمان مسک
ہوا دہر اگر ہو گئی کبھی فساد
سدا غریبوں کی امداد پر ہیں جو تیار
ہمیشہ مانگنے والوں کو بے دریغ دیا
نہ بچھا آپ کو اک پاسبان سے ہر ہسکر
نہ پائی کھانے میں لذت نہ چین سے سوئے
دغائیں شیر مرگ وقت رسم غور ضعیف
وہ سمجھے یہ کہ کوئی قافلہ ہوتا راج
وہ چونک اٹھے کہ گویا قیامت آئی
جنھوں نے قوم کے افسردہ دل کو گرما
جنھوں نے لطف و وحشی دلوں کی پرچھایا
کھلایا بھوکوں کو بے پشتوں کو پہنایا
مینہ اپنی داد و دوش کا انہیں نے برسایا
فضائے دہر کو خلق حسن سے نہکایا
لیا سنبھال اسے جس نے ہاتھ پکڑ لیا
نہ مانگ سکتے تھے جو ان کے گھر پہنچایا
انھوں نے لطف حکومت اسی میں کچھ پایا
ستم رسیدہ کا جب تک کہ تپ نہ دلوایا
کسی کی آہ سنی اور دل ان کا بھرا لیا
جو شہراہ میں تپا کسی نے کھڑکا لیا
جو در پہ آکے کوئی داد خواہ چلا لیا

نشاط و عشرت جاوید کی ہے ان کو نوید
دل ایسا جن کو عنایت خدا نے فرمایا

رباعیات

(حضرت محمد علی حیدر آبادی)

گویندہ نامنزا ہوں ربی ربی
عبدی عبدی ادھر سے آئی تو صبرا
رحمت پہ تری سدا ہوں ربی ربی
میں درد میں کہہ رہا ہوں ربی ربی

دامان گناہ چاک ہوا جاتا ہے
مسلم کیلئے عجیب نعمت ہونا ز
نفس سرکش ہلاک ہوا جاتا ہے
سر خاک پہ رکھ کے پاک ہوا جاتا ہے

شکوہ عید

خزائن بناب یہ عیب صاحب ہنسی سید آہادی صدر مجلس اراکین و نگران کمیٹی مدرسہ ہدایت العلماء
(حکیم عیش علیہ السلام)

غنمت تھی حیاں جس کو تو حیدر رسالت کی ۛ ڈالی تھی سلف نے جو بنیاد اخوت کی
دکھائی نہیں دیتی وہ شان محبت کی ۛ جس نے کہ زمانے تک ہر دل پر حکومت کی
اے عید نہیں تجھ میں وہ روح مسرت کی

ان کی خبر تیرے مٹی ہے مجھے جس دم بچھتی ہے میرے دل کے سید ایاں میں صوفی مہتمم
غنمت رفتہ کا یاد آتا ہے وہ عالم ہو جاتا ہوں میں غم سے اس وقت سراپا غم
اے عید نہیں تجھ میں وہ روح مسرت کی

بتلا تو کہاں ہیں وہ اسلام کے سودائی دکھلا تو کہاں ہیں وہ انجام کے سفیدائی
تھی ٹھوکر دوں میں بن کے وہ شوکت دارائی تھی صورتوں میں تھی کچھ اور ہی رعنائی
اے عید نہیں تجھ میں وہ روح مسرت کی

کچھ ایسی ضیا اس کے انوار جس سے تھی اس عرش کو بھی عزت اس خاک نشین سے تھی
عزت تھی دو عالم میں تو دین میں کر تھی اس خاندان عالم کی بھرتی تو میکس سے تھی
اے عید نہیں تجھ میں وہ روح مسرت کی

بھرا ہوا کچھ ایسا شیرازہ ملت ہے اسلام کی عزت ہے باقی نہ صداقت ہے
لحا و کادور ہے باطل کی حکومت ہے چھایا ہوا دنیا پر پھر کفر و ضلالت ہے
اے عید نہیں تجھ میں وہ روح مسرت کی

سلم کی عقیدت میں ایمان کہاں جواب ارمان صداقت میں وہ جان کہاں ہے اب
سلم کی رونق کا سامان کہاں جواب وہ آن کہاں ہے اب وہ مخلص کہاں جواب
اے عید نہیں تجھ میں وہ روح مسرت کی

دیں چاک جگر غم سے مصروف فتاں ہو کر دل کیوں تہ آگ سے میرا آہوس دھواں ہو کر
بہ خواہوں عالم میں خاکم بد ہاں ہو کر ایڑا زمین میرا یا بالیٰ حسنہاں ہو کر
اے عید نہیں تجھ میں وہ روح مسرت کی

مکّار عید

صبح ہوا حضرت علامہ مولانا حکیم عیش مظہر صدر جمعیۃ العلماء پورے
 اللہ کے بھائی حسن مکّار عید
 ہے قلب بہ ضیاء رخ زریا عید
 کلیاں تمام رحمت و غفران کی کھل گئی
 لائی نسیمِ فضل جو باد بہار عید
 جو تھے شاو ویم طاعت وہ تر گئے
 تر سے نخل لائے درشا ہوا عید
 سرشار سانو گرم درحم و عفو میں
 سہی گئی اچھی پیتے ہیں جو گیسار عید
 لازم آئی بس سے سورا سورا درشا طعش
 میرے سر آنکھوں پر نسیم کا مکّار عید

خطابِ سلیم

(جناب عبدالکلیم صاحب انجم تلمذ حضرت علامہ عیش مظہر)

ہو رہے ہیں آج کل جن پر نظامِ بہر طوت
 جن کی ٹھکری کے چورے محفلِ عالم میں ہیں
 جن کی ہونڈ لیں ننگِ کتابِ زندگی
 جن کی ملت میں نظر آنے لگی انتشار
 عید! تو ہے آج جن کی زینتِ کلاب
 عید! تو تھی پہلے جن کی جاہ و حشمت کا سبب

ان مسلمانوں کو دے تنظیمِ ملت کا سبق
 سہی دستِ قتال دجا بنا زنی و بہت کلاب

جگر افکار عید

۱۔ جناب محمد رحمت خالص رحمت گوئی تلمیذ حضرت اہل بیت آبادی

مومن کرتا ہے جگر افکار عید	سُن بیانِ سلیم غمخوار عید
یا دُعا پھر مری عظمت مجھے	دل بھرتا یادِ بیکس کراؤ عید
عید تو آزاد انسانوں کی ہے	سلیم ہندی نہیں تقدیر عید
ہوش میں آہوش میں ہوش میں	نہ خودی ابھی نہیں سرشار عید
لے خبر صلا اس کی اب بچا رہا گر	جان سے جانے کو ہے بیمار عید
قرض لیکر عید کرنے والے دیکھ	تن پہ ہے جو جانِ زرتا عید
مغلس و محتاج ہے اس کے سبب	پہنچے بن زردار اسے تادار عید
دھرے کر کفر کی ظلمت کو دور	اہل عالم کو دکھ انوار عید
بیٹھ کر خوشیاں منا پھر شوق سو	ختم کو پہنچا کے سارا کار عید
پھر نکلا اہلِ ظلم و جور کو	خاک کراے آہ آتشبار عید

ہیں چھپانے شیخ جی کے مکر کو
دیکھو رحمتِ حبیبہ و دستار عید

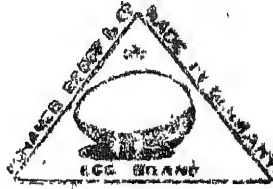
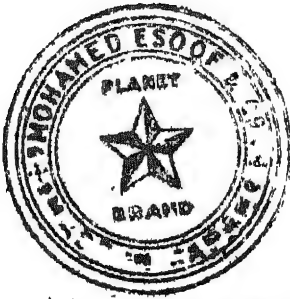
رباعی

از حضرت امجد مظلہ جیس آبادی

ضائع فرمانہ سرفروشی کو مری	مٹی میں طمانہ گرم جوشی کو مری
ویا ہوں کفنِ پین کے لے رہِ غفور	و حبیہ نہ لگا سفید پوشی کو مری

۴۴ افکار عید

سب جبر ہے اس پر عید سے ہونہ یوں سرشارِ عید سے
مسلم خستہ نظامِ عید سے نے سبق کچھ تو پیغامِ عید سے
جی تڑپ اٹھتا ہے نامِ عید سے
بڑھ گئے مسلم تڑا فکرِ عید طمانت سے ہو پری بیکارِ عید
فرو بندہ نے مٹایا کارِ عید دیکھ اُدمت میں بندارِ عید
جی تڑپ اٹھتا ہے نامِ عید سے
تھا کبھی جو حکمرانِ بحر و بر مانتی تھی جس کو دنیا تا جور
کفر و باطل کے تھے مژدہیں یادِ نیر اُسکی حالت دیکھ کر ہوں چشم تر
جی تڑپ اٹھتا ہے نامِ عید سے
دل سے ساری نیر ہی غفلت گئی ہاتھ کو آئی تھی جو صنعت گئی
وہ انوث اور وہ ثروت گئی دین و دنیا میں تھی جو عزت گئی
جی تڑپ اٹھتا ہے نامِ عید سے
مرقی تھی دنیا ہماری آن پر صد تھے عالم تھا ہماری شان پر
ہم فدا تھے دین پر ایمان پر لیکن اب تو بن گئی ہے جان پر
جی تڑپ اٹھتا ہے نامِ عید سے
پنی کھاں جس میں پیچھے نے کہا دی وہی کوئل نے کو کوئی صدا
مرد بھی کرنے لگا آہ و بکا درو دل نے مرے بھی اُٹھ کر کہا
جی تڑپ اٹھتا ہے نامِ عید سے
عید محکو دیکھ کر ترا حبال ! یاد آ جاتا ہے ماضی کا ہلال
کون سے دل سے ناول بنا جا ہو رہی ہے واپس افراطِ مال
جی تڑپ اٹھتا ہے نامِ عید سے (ناپیر شیدا تمیز حضرت ہاشمی)



ہماری



دوکان
میں

اعلیٰ درجہ کی بنیائیں تولیے، عمدہ کوٹ سوئٹر
رومال، ہوزے، کبلیں، پلو وغیرہ کی ضرورت ہو تو حسب ذیل طریقہ
مارک جو تمام ملک میں مشہور اور سب سے زیادہ چالو میں دیکھ کر خریدیں
تو مارک، انڈیا مارک، گھڑی مارک، جانتی مارک۔ مندرجہ بالا چیزیں پائیداری
اور خوبصورتی کی وجہ سے مقبول خاص و عام اور ہر جگہ ملتی ہیں۔

محمد یوسف اینڈ سنی کمپنی لمیٹڈ
مرحٹہ اسٹریٹ پوسٹ بکس نمبر ۴۴۷ لاہور

”عنوان ہلال“

جناب محمد نذیر صاحب نظیر فیض آبادی تلمیذ حضرت ہاشمی عظمیٰ

عید کا مضمون رقم ہے ذریعہ عنوان ہلال
 عذرا کو اسپر بھی کچھ یہ ہے تراقوی نشان
 عکریا پاشی سے اس کی کفر کے ظلمات دور
 عظمت حسنتہ دکھا عالم کو بھر اسلام کی
 اس ادا سے پیش کر اسلام کو عالم میں بھر
 کراخت سے اسی اگلی ہی عظمت کو عیاں
 بانچین اسکا تری شمشیر کے جوہر میں ہے
 عہد کرائندے تو سر بسجود ہو کر آج !
 آئندہ عید مبارک سے ہے کبستان ہلال
 یعنی آبِ خنجر توصیف ہے جان ہلال
 کردے روشن دہریں پھر شمع عرفان ہلال
 ماہ کامل ہو تراویں ہے یہ آمان ہلال
 کفر و باطل کیلئے خنجر بنے ان ہلال
 جس طرح رائج ہو ہر عید فرمان ہلال
 آنا کر دیکھ لے باطل یہ اک جان ہلال
 کفر و ترند سے توبہ کے شان ہلال

ایسے خدا سلم کو کر بھر کا سیاب و کامران

النجائے خاص ہے یہ نظم عنوان ہلال

”مسلم فرانٹیر ہوٹلنگون“

میں دو دھ جائے، چھاپچھ شربت، لذیذ کھانے اور خالص گھی سے تیار کی ہوئی تازہ
 ترکاریاں ہر وقت دستیاب ہو سکتی ہیں۔ یہ مشہور ہر روز ہوٹل فرینڈس شریٹ میں

محلی قریب کے کوئے پرواقع ہے۔

منیجر مسلم فرانٹیر ہوٹل نمبر ۶۶ فرینڈس شریٹ ٹرنگون

سچائی و خالصی کے دلون پر بھی اثر کرتی ہے

علوی دواخانہ اور علوی کارخانے نے اس تلیل و صریح جو کامیابی اور مقیاسیت حاصل کی کہ وہ صرف سچائی و دیانتداری و پاداش نمازہ اور یہ کیوہ سے کی ہے۔ جو شخص سچائی اور دیانت واری کو اپنا شعار بنا کر اس کو ہمیشہ کامیابی کامران کرنا۔ علوی دواخانہ میں زوداثر ادویات یعنی ہر قسم کے مفروضات و مرکبات و طبی اصول سے خاص احتیاط کیے تیار کئے جاتے ہیں۔ آپ جو ہر وقت سستے دواؤں پر دستیاب ہوں گے جو کسی اور جگہ دستیاب نہیں ہو سکتے۔

سمندر میں طوفان کے وقت در در کے قتل متلی کے پیلے باغیچے کی کیفیت میں اکیر کی چکنی بائی میا تھہ افعال فرمائیں۔ یہ تمام نکاتیں طرفہ احسن میں فدا ہو جائیں گی۔ اکیر کی چکنی آپ کے لئے فیض و محبت شایع ہوگی۔ جو علوی دواخانہ سے ایک خوراک مفت دی جائیگی۔ قیمت صرف دو آنہ

تقریر :- اور پیٹ کی جوشکاتیں مثلاً کھانے کا ہضم نہ ہونا۔ کھنٹی ڈکاروں کا آنا۔ اجابت کا صاف نہ ہونا وغیرہ وغیرہ کیلئے ”مکمل علوی خانی“ (جسٹریڈ) آپ کو بہترین ثابت ہوگی۔ ایک وقت کی خوراک علوی دواخانہ گلی بنر ۲۷۔ مکان نمبر ۱۳۷ سے مفت حاصل کر کے آزمائش کیجئے۔

مینجر علوی دواخانہ

نمک کمپنی ۲۲۲ بار اسٹریٹ رنگون

نیکہ دل۔ خدا ترس اور ہمدرد خلاق انسانوں کی ایک جماعت ہے جو ستری غلام محمد صاحب نمک کی قیادت میں عرصہ دراز سے بعض نیک نگاہوں میں مصروف ہے۔ حضرت بابا سمندر شاہ صاحب غفرانی دریا رحمت نے اپنی نظر کیمیا اثر اور توجہات باطنی سے اس جماعت کے نمکی پسند جذبے کو بہت کچھ بلند کر دیا ہے۔ ہندوؤں کی انواع کو کتاب پہنچانے کے لئے سالہا سال میں متعدد بار کلام آرمی کی تلاوت اور فاتحہ خوانی کرتی ہے۔ ان مقبول پروردگار کے ساتھ دیکھتے صرف کر کے غمراہ کو کھلت کھانے کھلایا کرتی ہے۔ اسٹین اور سیریم المعروف بتنگلین میں خاص کر ان کی سرگرمیوں کا ظہور ہوتا ہے۔ سیٹھ محمد یونس جمال صاحب مالک بڑا دواخانہ کی قیادت میں ستری غلام محمد صاحب نمک کی منتظرانہ قابلیتوں کے لئے ہزاروں فورج سے سیریم کی درگاہ پر مدائشان سفیدہ بانی گنبد تعمیر ہوئی جو قابلیدر سفر باکی حاجت روائی کیلئے اس جماعت کے دل میں ایک خاص دلدل پایا جاتا ہے۔ غرضیکہ یہ اندوہنا جو گولہ کی ایک جماعت ہے جو نیکیوں پر ہر وقت آمادہ ہے۔ (دکن نمک کمپنی)

